اندھیری شب ہے جدا اپنے قافلے سے تو
تیرے لئے ہے میری شعلہ نوا قندیل
(اقبال)
مولانا محمد الیاس گھمن
مجلہ قافلہ حق
جلد نمبر 7
اپریل، مئی، جون 2013ء
شمارہ 2
لطافت کم نہیں ہوتی
ماہ رجب کی رسومات
.....قصور اپنا نکل آیا
ملفوظات
عطاری صاحب
کی
"طوطا چشمی"
حدیث ابن مسعودؓ
اور ننھے زبیر کے شبہات
ناشر
اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ پاکستان

ترجمانِ فکرِ امینِ ملت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی
مجلہ سہ ماہی قافلہ حق سرگودھا
مدیر اعلیٰ
مولانا محمد الیاس گھمن
جلد نمبر 7
اپریل، مئی، جون 2013ء
شمارہ 2
بیاد
مناظرِ اسلام، وکیلِ احناف
مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی
بفیضان نظر
امین العلماء قطب العصر
مولانا سید محمد امین شاہ
پسند فرمودہ
امام اہل السنۃ شیخ الحدیث والتفسیر
مولانا محمد سرفراز خان صفدر
زیر سرپرستی
حکیم شاہ محمد اختر حفظہ اللہ
زیر نگرانی
مولانا منیر احمد منور حفظہ اللہ
مجلس مشاورت
مولانا فضل الرحمٰن دھرم کوٹی
مولانا عبد الغنی طارق لدھیانوی
مولانا مفتی محمد مجاہد
مولانا محمد طیب حنفی
مولانا عبد اللہ عابد وڑائچ
مولانا محمد رضوان عزیز
مولانا مقصود احمد
قیمت فی شمارہ
-/25 روپے
جواب طلب امور کیلئے جوابی لفافہ ضرور ہمراہ بھیجیں
منی آرڈر کوپن پر اپنا پتہ مکمل واضح اور خوشخط لکھیں
ہر بار خط و کتابت میں اپنا مکمل پتہ لکھیں
خط میں رقم ڈال کر ہرگز نہ بھیجیں
بیرون ممالک
امریکہ، اسٹریلیا، جنوبی افریقہ اور یورپی ممالک
35 ڈالر......سالانہ
سعودیہ، انڈیا، متحدہ عرب امارات اور عرب ممالک
25 ڈالر......سالانہ
ایران، بنگلہ دیش 20 ڈالر......سالانہ
ایجنسی ہولڈر مہر لگائیں یا ہدیہ دینے والے احباب اپنا نام تحریر فرمائیں
برائے رابطہ
دفتر سہ ماہی قافلہ حق سرگودھا
مرکز اھل السنۃ والجماعۃ
87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا 048-3881487,0346-7357394

فہرست

درسِ قرآن

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ

ترجمہ:

اے اللہ ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت عطاء فرما۔

تشریح:

"صراط مستقیم" کتاب اللہ اور رجال اللہ دونوں کے مجموعہ کا نام ہے۔ ورنہ صراطِ مستقیم کے تعین کے لیے صرف اتنا کہہ دینا کافی تھا کہ صراطِ رسول، یا صرف صراطِ قرآن۔ کیونکہ قرآن کریم حقیقت میں صراطِ مستقیم کی تشریح ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری تعلیمات کی اس میں تفصیل نہیں۔ بلکہ صراطِ مستقیم کے تعین کے لیے انبیاء علیہم السلام کے علاوہ صدیقین، شہداء اور صالحین کا طریقہ بھی اختیار کرنے کا حکم دیا۔

اس سے واضح معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی تعلیم و تربیت محض کتابوں اور روایتوں سے نہیں بلکہ رِجال ماہرین کی صحبت میں بیٹھ کر اور ان سے سیکھ کر ہوتی ہے۔ آج لوگوں میں اختلاف کا بڑا سبب یہ ہے کہ بعض نے کتاب اللہ کو تھام لیا ہے اور رِجال اللہ سے آنکھیں بند کر لیں اور بعض نے رِجال اللہ کو معیار حق سمجھ کر کتاب اللہ سے آنکھیں بند کر لیں۔ جس کا نتیجہ گمراہی ہے۔ اللہ تعالیٰ دونوں کا دامن تھامنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین

درسِ حدیث

عن انس رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال بعثت انا والساعۃ کھاتین

بخاری حدیث نمبر 6504

ترجمہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح ہیں۔

تشریح:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمہ شہادت والی انگلی اور اس کے برابر والی بیچ کی انگلی ملا کر فرمایا میری بعثت میں اور قیامت میں اتنا قرب واتصال ہے جتنا ان دو انگلیوں میں یعنی اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کے جتنے دور مقرر کئے تھے وہ سب ختم ہو گئے۔ اب یہ دور آخری دور ہے۔ جو میری بعثت سے شروع ہوا ہے اور قیامت پر ختم ہو گا میرے اور قیامت کے درمیان نہ کوئی نیا نبی پیدا ہو گا اور نہ کوئی نئی امت پیدا ہو گی۔

اس لیے قیامت کو بہت دور سمجھ کر اس سے غفلت نہیں کرنی چاہیے بلکہ اس کو بہت قریب اور ناگہانی پیش آنے والا ایک عظیم حادثہ یقین کرتے ہوئے ہر وقت اس کی فکر اور تیاری میں لگا رہنا چاہیے۔ اس کے لیے امور دینیہ کو بجالانا اور فکر آخرت کو ملحوظ رکھ کر اپنی زندگی کے باقی ماندہ ایام کو سوچنا چاہیے کیا ہماری زندگی سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہے یا مخالف ہے؟ اگر موافق ہے تو شکر ادا کرنا چاہیے اور اگر موافق نہیں ہے تو ہمیں سنجیدگی کے ساتھ اس پر فکر کرنے کی ضرورت ہے۔

لطافت کم نہیں ہوتی

اداریہ

آغاز بہار میں جب کلیوں اور گلُوں کے چہرے پر دلفریب تبسم کھیل رہا تھا، مرکز اہل السنت والجماعت میں بھی اہل حق اہل السنۃ والجماعۃ کا روح پرور اجتماع صبح بہار کی دلکشی کو بڑھا رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بدعات والحاد کے بیخ کنی کے اس پر آشوب سفر میں جب تنہا نکلے تھے تو خبر نہ تھی کہ اس وادی پُر خار میں آبلہ پائی کے لیے کوئی ہمارا ہم نوا ہو گا۔ مگر آج دل اس خدائے ذوالجلال کے فضل وکرم پر شکر گزاری میں محو ہے، جس نے اس صدائے حق کو قبولیت عامہ سے نواز۔ آج بحمد اللہ مورخہ 3 مارچ بروز اتوار 2013ء کو اس دنیا کی ظاہری آسائشوں سے محروم سرزمین کو ہزاروں فرزندانِ توحید کے اجتماع ایک نے نئی زندگی بخش دی ہے۔ احیائے سنت اور اطفائے نار شرور فتن مٹانے کی انفرادی کوششیں تو ہر دور میں ہوتی رہی ہیں، مگر اللہ کے فضل وکرم سے جس قدر جامعیت کے ساتھ منظم انداز میں خالص علمی طرز پر کام ہمارے مرکز اہل السنۃ والجماعۃ کے رفقاء کار نے کیا ہے، اور تمام بدعات والحاد کی گھٹا ٹوپ تاریکیوں کو اجالوں میں بدلا ہے، اس کی مثال پیش کرنے سے تاریخ عاجز ہے، بحمد اللہ۔ ایک روزہ یہ پانچواں سالانہ اجتماع نوید صبح بہار ہے کہ اب ان شاء اللہ اکابر بے زاری کا تار عنکبوت ٹوٹ رہا ہے، اور بدعت کی لہلاتی فصلیں سوکھ چکی ہیں، الحاد کا سرکش عفریت اپنی اوقات میں واپس آچکا ہے۔ وہ دن دور نہیں جب ہر طرف جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کا راج ہو گا اور فرقہ واریت کا نام ونشان مٹ جائے گا ان شاء اللہ العزیز۔ بس ضرورت اس امر کی ہے کہ تمام اہل السنۃ والجماعۃ کے

جو ان اپنی ذمہ داری کو پہچانیں اور احیائے سنت کی اس تحریک میں دست بازو بنیں۔ اس میں پوری امت کی صحیح رہنمائی بھی ہے اور اپنے مسلمان بھائیوں کو فتنوں سے بچانا ہمارا فرض بھی ہے اور ہم پر قرض بھی۔

ہمیں بھی ساتھ لے لو اے نسیم صبح کے جھونکو
ذرا سی رہنمائی سے لطافت کم نہیں ہوتی

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ سیمینار

حسب سابق اس دفعہ 26 مئی 2013ء کو اسلام آباد کی سرزمین پر چوتھا سالانہ "امام اعظم رحمۃ اللہ سیمینار" منعقد ہو رہا ہے۔ سیمینار فقہائے کرام کی کاوشوں ان کی دین حق کی خدمت میں کی جانے والی، عرق ریزی کے تعارف اور ان امت مسلمہ کی محسن شخصیات بالخصوص امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ وغیرہ پر کئے جانے والے اعتراضات اور ان کے بارے میں پھیلائے جانے والے شبہات کا مدلل رد کیا جاتا ہے۔ میلوڈی روڈ پر اسلام آباد ہوٹل میں اس کا انعقاد ہو گا جس میں ملک پاکستان کے معروف سکہ بند علماء، مذہبی اسکالرز، پروفیسرز، ارباب علم ودانش اور عظیم سماجی شخصیات تشریف لا رہی ہے محدود پیمانے پر مہمانوں کو دعوت دی جاتی ہے اس کے لیے دعوت نامہ اور اس سے ملحق انٹری سلپ جاری کی جاتی ہے سیمینار میں شمولیت کے لیے انٹری سلپ کو ہمراہ لانا ضروری قرار دیا گیا ہے، پابندی وقت کو ملحوظ خاطر رکھیں۔ اللہ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔

محتاج دعا

محمد الیاس گھمن

الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

مولانا محمد رضوان عزیز حفظہ اللہ

فرقہ اہل حدیث کی نشو و نما اور ترقی کا راز ہی یہ ہے کہ اس نے عقل کو تین طلاقیں دے رکھی ہیں اور عقل دیانت، امانت اور شرافت کو جب یہ طلاق دے دیں تو پھر رجعی بھی ان کے نزدیک طلاق مغلظہ ہوتی ہے اس لیے یہ رجوع نہیں کرتے ورنہ بیویوں کے مسئلے میں تو یہ کافی فراخ دل واقع ہوئے ہیں کہ تین دے کر بھی گھر لے آتے ہیں اسی طرح کی کچھ حالت "الحدیث" کے قلم کار زبیر صاحب کی ہے۔ جو "چپ نہ شود "کا مصداق بنتے ہوئے ہر ماہ کچھ لکھنا ضروری سمجھتے ہیں راقم نے موصوف کو کچھ عرصہ قبل عرض کیا تھا کہ اپنے لکھے ہوئے مضمون کو شائع کرنے سے پہلے کبھی اپنے گھر کی خبر بھی لے لیا کریں تا کہ مستقبل کی مستقل شرمندگی سے بچا جاسکے۔ جناب موصوف نے الحدیث ش98 ص47 پر "آل دیوبند اور کوا" کے نام پر کچھ خامہ فرسائی کی ہے لیکن کاش موصوف اپنے مسلک کی کتاب کنزل الحقائق من فقہ خیر الخلائق کو ملاحظہ فرمالیتے تو ایسی احمقانہ جسارت نہ فرماتے۔ جناب زبیر صاحب اگر عربی پڑھنے کی توفیق ہو تو مندرجہ ذیل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

ویحل ماسواهما من القوائم والطیور وحشرات الارض کوبر ونسر ورخم عقعق ولقلق وغراب وخفاش وهدهد وبیغاء وطاوس وخطاف وقنفذ وضب والضیران۔۔۔۔الخ

[کنزالحقائق من فقہ خیر الخلائق ص186از وحید الزمان]

لو جناب اب سلانوالی والے واقعے کی صرف یہ تصدیق فرمالیں کہ وہ غیر مقلد تھے یا کوئی اور نیز ہم نے سنا ہے [الزاماً] حضرو میں آپ حضرات "الحدیث"

کے مضامین لکھنے سے قبل گوہ کے کوفتے، چمگاڈر کی یخنی، گدھ کا پنیرا، خارپشت چوہے کے تکہ کباب وغیرہ تناول فرماکر قلم اٹھاتے ہیں۔ تحقیقی بات سے مطلع فرمائیں۔ ہم سنی سنائی باتوں پر یقین نہیں کرتے۔

لطیفہ!

جناب موصوف زبیر صاحب نے چونکہ فتاویٰ رشیدیہ کا حوالہ دیا ہے لیکن مسلکاً پختہ عادت خیانت کے باعث فتاویٰ رشیدیہ کے مرتب کانام ذکر نہیں کیاورنہ بھانڈا پھوٹ جاتا کہ اس فتاویٰ کا تو مرتب کرنے والا ہی غیر مقلد ہے۔ اور کسی بھی روایت میں بدعتی راوی کا آجانا اس روایت کی صحت کو مشکوک کر دیتا ہے جب کہ اس پورے فتاویٰ رشیدیہ کا مرتب ہی ایک غیر مقلد اہل حدیث ہے اور عصر حاضر کے غیر مقلدین کے بدعتی اور گمراہ ہونے میں کسے شک ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ اسے غیر مقلدین کے عقائد و نظریات پر کچھ آگاہی ہو۔ فتاویٰ رشیدیہ کا مرتب "عزیز الدین مراد آبادی غیر مقلد ہے" اور اس کی کتاب "اکمل البیان فی تائید تقویۃ الایمان" مطبوعہ مکتبہ السلفیہ لاہور کے ص 33 پر لکھا ہے "فتاوی رشیدیہ میں بہت سے فتاویٰ مرحوم [عزیز الدین] ہی کی کاوش کے رہینِ منت ہیں بلکہ اس فتاویٰ کو مرحوم ہی نے خود مرتب کیا"

اکمل البیان فی تائید تقویۃ الایمان ص33

اس لیے موصوف زبیر صاحب کا فتاویٰ رشیدیہ کو دلیل بنا کر ورق سیاہ کرنا موصوف کی علمی بے بضاعتی کی دلیل ہے۔

ضروری وضاحت!

جناب زبیر صاحب اب کوئی نیا گل کھلاتے ہوئے یہ نہ کہہ دینا کہ ہم کونسا وحید الزمان کے مقلد ہیں کیونکہ غیر مقلدیت کسی منظم جماعت یا بااصول گروہ کا نام

نہیں ہے اس لیے آپ کا اقرار یا انکار کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ آپ کی جماعت تو کوئی ایسی جماعت نہیں ہے جس میں ایک کی بات دوسرے کے لیے حجت ہو آپ تو سب خود ساختہ محقق یا مذہب کی گزرگاہ میں بکھرے ہوئے بے ترتیب کنکر ہیں اس لیے کوا، گوہ، چمگادڑ، یا اُلّو جو بھی جی میں آئے نوش فرمایئے لیکن اپنا الزام دوسروں کے سر نہ تھوپئیے۔

حفاظت قرآن

ایک شخص نے یہ جانچنا چاہا کہ کون سا دین صحیح ہے، وہ عمدہ اور خوشخط کاتب بھی تھا، اس کے لیے اس نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ تورات، انجیل اور قرآن کریم کی انتہائی خوبصورت کتابت کی، تاہم درمیان میں کمی بیشی بھی کر دی، پھر تورات کر علمائے یہود کی خدمت میں پیش کی، انہوں نے اس کا مطالعہ کیا اور خوبصورت کتابت پر اسے انعام سے نوازا، انجیل کا نسخہ عیسائی پادریوں کے پاس لے گیا، انہوں نے اس کی محنت کو سراہتے ہوئے بڑی رقم دے کر اس خوش خط نسخے کو خریدا، اس کے بعد قرآن کریم کا نسخہ علمائے اسلام کی خدمت میں لایا۔ انہوں نے جب اس میں کمی بیشی دیکھی تو پکڑ کر اس کی ٹھکائی کر دی اور اسے حاکم کے پاس لے کر گئے، حاکم نے "تحریف قرآن" کے جرم میں اس کے قتل کا حکم دیا، تب اس نے اصل حقیقت بتائی اور کہا کہ الحمدللہ میں مسلمان ہوں لیکن میں یہ جاننا چاہ رہا تھا کہ کون سا دین صحیح اور محفوظ ہے اور میرے اس تجربے سے ثابت ہو گیا کہ دین اسلام ہی ایک محفوظ دین ہے، اللہ کی کتاب میں کوئی بھی تحریف نہیں کر سکتا۔

صفوۃ التفاسیر ج2ص110بحوالہ کتابوں کی درسگاہ میں ص192

حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ننھے زبیر کے شبہات

مفتی شبیر احمد حنفی حفظہ اللہ

رئیس المناظرین، حجۃ اللہ فی الارض، حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑی رحمہ اللہ نے ایک روایت نقل فرمائی: "حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ میں تم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسی نماز پڑھاؤں؟ اس کے بعد انہوں نے نماز پڑھائی اور پہلی مرتبہ کے علاوہ کسی جگہ رفع یدین نہ کی۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بہت سے اہل علم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کا یہی مذہب ہے اور حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ اور اہل کوفہ کا بھی یہی مسلک ہے۔" (ترمذی ج1ص35)

تجلیات صفدر: ص353، 354

قافلہ حق جلد6 شمارہ3 میں غیر مقلدین کے زبیر زئی صاحب کی طرف سے رفع یدین نہ کرنے کے دلائل پر وارد کیے گئے بودے اعتراضات کا خوب جائزہ لے کر انہیں خاموش کرادیا گیا تھا۔ ان دلائل میں مذکورہ حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ بھی تھی جس پر وارد شدہ شبہات کا شافی جواب دے دیا گیا تھا۔

اب ماہنامہ "الحدیث" کے ننھے زبیر نے پھر اسی حدیث پر چند شبہات وارد

کیے ہیں۔ موصوف کے اعتراضات اور خود صاحب اعتراض علمی دنیا میں کوئی وقعت نہیں رکھتے، لیکن ہم جواب اس لیے دے رہے ہیں تاکہ سادہ لوح مسلمان ان کے دجل وفریب سے بچ سکیں۔

شبہ نمبر 1:

حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ نے حدیث نقل کر کے امام ترمذی اور علامہ ابن حزم کی تحسین و تصحیح نقل فرمائی ہے۔ اس پر ننھے زبیر نے لکھا:

"جبکہ آل دیوبند نہ تو امام ترمذی رحمہ اللہ کی تحسین کو مانتے ہیں اور نہ تصحیح کو اور نہ امام ترمذی رحمہ اللہ کے ان اقوال کو جو وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے بارے میں فرماتے ہیں۔۔۔ مثلاً فاتحہ خلف الامام کی حدیث جس کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے حسن کہا ہے۔ سرفراز صفدر دیوبندی کے نزدیک اس حدیث کا وجود اور عدم وجود برابر ہے"

الحدیث ش 95 ص 28ص29

ننھے زبیر نے مزید لکھا: اسی طرح سیدنا ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی حدیث ..... اس میں چار مقامات پر رفع یدین کا ثبوت بھی ہے اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو حسن بھی کہا اور صحیح بھی کہا ہے۔۔۔ لیکن اس کے باوجود ماسٹر امین اکاڑوی نے اس حدیث کو ضعیف کہا۔

ص27

جواب:

حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے راوی یہ ہیں:

1: ہناد بن السری:

آپ سے امام بخاری نے "خلق افعال العباد" میں، امام مسلم نے اپنی صحیح میں

اور اصحاب سنن اربعہ نے روایت لی ہے۔ ثقہ وصدوق ہیں۔

تذکرۃ الحفاظ للذہبی:ج2 ص70، تہذیب التہذیب لابن حجر

2:وکیع بن الجراح:

صحیح بخاری، صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے راوی ہیں۔ آپ ثقہ، حافظ اور عادل ہیں۔ ثقہ بالاجماع ہیں۔

تقریب التہذیب: ج2 ص646 وغیرہ

3:سفیان الثوری:

صحیح بخاری، صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے راوی ہیں۔ ائمہ نے آپ کو "الامام، شیخ الاسلام، سید الحفاظ [حفاظ حدیث کے سردار]، فقیہ، کان سفیان بحراً [آپ علم کا سمندر تھے]، ثقۃ حافظ امام حجۃ امیر المؤمنین فی الحدیث [حدیث میں امیر المؤمنین ہیں]" جیسے القابات سے نواز کر آپ کے توثیق و تعدیل کی ہے۔ آپ ثقہ بالاجماع ہیں۔

تذکرۃ الحفاظ للذہبی: ج1 ص 151 تا 153، تقریب التہذیب: ج1 ص216

4: عاصم بن کلیب:

صحیح بخاری معلقاً، صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے راوی ہیں۔ آپ کو ائمہ نے ثقۃ، صدوق، مامون قرار دیا ہے۔

تاریخ الثقات للعجلی: ص242، کتاب الثقات لابن حبان: ص256، تہذیب التہذیب لابن حجر: ج3 ص40

زبیر علی زئی نے ایک مقام پر لکھا:

یہ صحیح مسلم کے راوی ہیں۔

[نماز میں ہاتھ۔۔۔: ص13]

5:عبد الرحمن بن الأسود:

آپ صحیح بخاری، صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے راوی ہیں۔ آپ کو الفقیہ، الامام بن الامام، ثقۃ من خیار الناس کہا گیا ہے۔ بالاتفاق ثقہ ہیں۔

سیر اعلام النبلاء للذہبی: ج5 ص7، تہذیب التہذیب لابن حجر:ج3 ص339

6:علقمہ بن قیس الکوفی:

صحیح بخاری، صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے راوی ہیں۔ آپ فقیہ، ثقہ اور ثبت تھے۔

تذکرۃ الحفاظ للذہبی: ج1 ص39، تقریب التہذیب لابن حجر: ج1 ص408

7:عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ:

مشہور صحابی ہیں، آپ کا لقب فقیہ الامۃ ہے۔

تاریخ الصحابہ لابن حبان: ص149، تقریب التہذیب لابن حجر: ج1 ص313

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ صحیح علی شرط مسلم ہے۔ اس کی صحت صرف امام ترمذی رحمہ اللہ کے حسن فرمانے پر موقوف نہیں جیسا کہ ننھے زبیر کو مغالطہ لگا ہے۔

یہ بھی واضح رہے کہ محدثین کی ایک جماعت نے اس حدیث کو صحیح یا حسن فرمایا ہے:

:1 امام الدار قطنی م385ھ: اسنادہ صحیح [اس کی سند صحیح ہے]

(کتاب العلل للدارقطنی ج5ص172سوال804)

2: امام ابن القطان الفاسی م 628ھ: والحدیث عندی - لعدالۃ رواتہ - أقرب إلی الصحۃ [یعنی یہ حدیث راویوں کی عدالت کی وجہ سے صحیح ہے۔]

(بیان الوھم والإیھام في کتاب الأحکام للفاسی ج5 ص367)

:3 امام زیلعی م 762ھ: و الرجوع الی صحۃ الحدیث لورودہ عن الثقات [یعنی ثقہ راویوں سے مروی ہونے کی وجہ سے صحیح ہے۔]

(نصب الرایۃ للزیلعی ج1 ص396)

4: امام العینی م 855ھ: قد صح [یہ صحیح حدیث ہے۔]
(شرح سنن ابی داود ج2 ص346)

5: امام انور شاہ الکشمیری م 1350ھ: رواہ الثلاثۃ و ھو حدیث صحیح۔
[اس حدیث کو امام ترمذی، امام نسائی اور امام ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور یہ صحیح حدیث ہے۔]
(نیل الفرقدین ص56)

حتی کہ خود غیر مقلدین نے بھی اس کے صحیح ہونے کی تصریح کی ہے:

احمد شاکر المصری غیر مقلد: الحق انہ حدیث صحیح و اسنادہ صحیح علی شرط مسلم
(شرح الترمذی ج2 ص43)

کہ حق بات یہ ہے کہ یہ صحیح ہے اور اس کی سند مسلم کی شرط کے مطابق ہے۔

ناصر الدین البانی:

والحق انہ حدیث صحیح و اسنادہ صحیح علی شرط مسلم
(مشکوۃ المصابیح بتحقیق الالبانی ج1ص254)

یعنی حق بات یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اس کی سند مسلم کی شرط کے مطابق ہے۔

مندرجہ بالا تصریحات ننھے زبیر کو چپ کرانے کے لیے کافی ہیں۔

2: ننھے زبیر نے مغالطہ آمیزی سے کام لیتے ہوئے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے کہ امام اہل السنۃ حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ و دیگر احناف، فاتحہ خلف الامام کی حدیث کو صرف اس لیے ضعیف قرار دیتے ہیں کہ انہیں امام ترمذی رحمہ اللہ وغیرہ کی تحسین پر اعتماد نہیں ہے۔ عرض ہے کہ حوالہ نقل کرتے وقت دیانت شرط ہے۔ امام اہل السنۃ رحمہ اللہ نے تفصیل سے اس روایت پر گفتگو فرمائی ہے اور جن وجوہ سے غیر مقلدین کا استدلال باطل ہے وہ وجوہات درج فرمائیں؛ چنانچہ فرماتے ہیں:

”ہم نے جو باتیں اس حدیث کے سلسلے میں عرض کرنی ہیں وہ یہ ہوں گی:

1 محمد بن اسحاق پر کلام [یعنی یہ ضعیف ہے]

2 مکحول رحمہ اللہ کا معیاری ثقہ نہ ہونا اور نیز اس کا مدلس ہونا اور یہ کہ نہ تو اس سے کسی صحیح سند کی تحدیث ثابت ہے اور نہ کوئی ثقہ متابع موجود ہے جس کی سند بھی صحیح ہو۔

3 نافع بن محمود رحمہ اللہ مجہول ہے۔

4 روایت میں اضطراب موجود ہے۔

5 یہ روایت موقوف ہے، مرفوع نہیں ہے۔

6 "الا بأم القرآن" کی استثنا ضعیف ہے۔

7 لفظ "خلف الامام" درج ہے۔

8 بنابر صحت "خلف الامام" کا کیا معنی ہے"

احسن الکلام ج2ص77

اس صراحت کے باوجود امام اہل السنۃ پر الزام ننھے زبیر جیسے کا ہی کام ہو سکتا ہے۔

:3 ننھے زبیر نے سیدنا ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی روایت کا بھی ذکر کیا کہ امام ترمذی رحمہ اللہ اس کی تحسین کرتے ہیں لیکن حضرت اوکاڑوی نے ضعیف کہا۔

عرض ہے کہ اس میں ایک روای عبد الحمید بن جعفر ہے جو کہ ضعیف، خطاء کار اور قدری ہے ائمہ نے اس پر کلام کیا ہے۔ امام نسائی، امام ابو حاتم، امام سفیان ثوری، امام یحیٰ بن سعید القطان، امام یحیٰ بن معین، امام ابن حبان، امام ترمذی، امام طحاوی رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ نے اس پر جرح کی ہے۔۔ نیز یہ روایت منقطع بھی ہے کہ محمد بن عمرو بن عطاء کا سماع حضرت ابو قتادہ سے نہیں اور سنداً و متناً بھی یہ روایت مضطرب ہے۔

نور الصباح: ج 1 ص203تا210

اس ضعیف روایت کے بر خلاف صحیح بخاری میں انہی صحابی سیدنا حمید ساعدی رضی اللہ سے مروی حدیث میں شروع نماز والے رفع یدین کا ذکر ہے، بعد والی رفع یدین کا ذکر نہیں ہے،وجہ اس کی یہ ہے کہ صحیح بخاری کی اس روایت میں یہ ضعیف قدری راوی نہیں اس لیے یہ رفع یدین بھی اس میں نہیں۔ لیکن ننھے زبیر نے اس کو ذکر نہیں کیا۔ ننھے زبیر کو چاہیے کہ دیانت کا دامن نہ چھوڑا کریں، اور اپنے ممدوح زئی صاحب کے نقش قدم پر نہ چلیں۔

شبہ نمبر2:

ننھے زبیر نے لکھا: امام ترمذی رحمہ اللہ کا بلا سند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں قول بھی آل دیوبند کی نزدیک حجت نہیں۔

الحدیث ش95ص29

ممکن ہے ننھے زبیر صاحب اپنے حواریوں کے درمیاں پھولے نہ سماتے ہوں کہ انہوں نے یہ شبہ ڈال کر قلعہ فتح کر لیا ہے کہ جب امام ترمذی رحمہ اللہ کا قول احناف کثر اللہ سوادھم کے ہاں حجت نہیں تو امام ترمذی رحمہ اللہ کا یہ کہنا کہ "بہت سے اہل علم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کا یہی مذہب ہے اور حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ اور اہل کوفہ کا بھی یہی مسلک "کیونکر حجت ہو گا؟

جواب:

امام ترمذی رحمہ اللہ حضرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں جو اقوال نقل فرماتے ہیں اگر یہ دلائل صیحہ سے ثابت ہو جائیں تو ہمیں ان کے حجت ہونے میں کیا اشکال ہو سکتا ہے؟ ترک رفع یدین کے متعلق امام ترمذی رحمہ اللہ کا یہ

فرمان: وبه يقول غير واحد من اهل العلم من اصحاب النبی صلی الله عليه وسلم والتابعين وهو قول سفيان واهل الكوفة۔

ترمذی ج1ص59

دلائل سے ثابت ہے، اختصاراً اہم حوالہ جات ذکر کرنے پر اکتفا کرتے ہیں:

حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما:

(مسندابی یعلی ص 922 رقم الحدیث 5036، کتاب المعجم لابی بکر اسماعیلی ج2ص693،692رقم154 ،الکامل لابن عدی ج7ص337 رقم الترجمۃ 1646)

حضرت علی رضی اللہ عنہ:

(موطا امام محمد ص94باب افتتاح الصلوۃ ،کتاب الحجۃ للامام محمد ج1ص76باب افتتاح الصلوۃ و ترک الجہر ، المدونۃ الکبری ج1ص166 باب فی رفع الیدین فی الرکوع والاحرام)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ:

(مسند ابی حنیفۃ بروایۃ الحارثی ج2 ص502 رقم الحدیث 801 ،جامع المسانید بروایۃ الخوارزمی ج1ص355رقم1867 ، ،مختصر خلافیات البیہقی لاحمد بن فرح ج2ص77)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما:

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج1ص268رقم13باب من کان یرفع یدیہ فی اول تکبیرۃ ثم لا یعود، سنن الطحاوی ج1ص163باب التکبیر للرکوع والتکبیر للسجود)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ:

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج1ص 268،267 رقم 11باب من کان یرفع یدیہ فی اول تکبیرۃ ثم لایعود)

1500 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ترک رفع الیدین:

کوفہ وہ اسلامی شہر ہے جسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دارالخلافہ بنایا تھا۔ اس میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بہت بڑی تعداد آکر قیام پذیر ہوئی۔ مورخین نے اس کی تعداد 1500 بیان کی ہے۔

امام احمد بن عبد اللہ بن صالح العجلی الکوفی م 261ھ فرماتے ہیں: نزل الكوفة الف وخمس مائة من اصحاب النبی صلی الله عليه وسلم ،(تاریخ الثقات للعجلی

ص517باب فیمن نزل الکوفۃ وغیرھا من الصحابۃ)

اور کوفہ میں قیام پذیر تمام حضرات نے شروع نماز کے علاوہ رفع یدین چھوڑ دیا تھا، جیسا کہ علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ کی تصریح سے واضح ہوتا ہے:

(التمہید لابن عبدالبر ج4ص187،الاستذکار لابن عبدالبر ج1ص408باب افتتاح الصلوۃ)

حضرات تابعین کرام رحمہم اللہ:

امام شعبی رحمہ اللہ:

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج1ص267باب من کان یرفع یدیہ فی اول التکبیرۃ ثم لایعود، سنن الطحاوی ج1ص164باب التکبیرللرکوع والتکبیر للسجود)

امام قیس بن ابی حازم رحمہ اللہ:

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج1ص267باب من کان یرفع یدیہ فی اول التکبیرۃ ثم لایعود،رقم10)

امام ابراہیم النخعی رحمہ اللہ:

(موطا محمد ص92باب افتتاح الصلوۃ، ابن ابی شیبہ ج1ص267باب من کان یرفع یدیہ......)

امام ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ:

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج1ص268باب من کان یرفع یدیہ فی اول التکبیرۃ ثم لایعود)

شاگردان حضرت علی وحضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما وعنہم:

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج1ص267باب من کان یرفع یدیہ فی اول التکبیرۃ ثم لایعود، ،الاوسط فی السنن لابن المنذر ج3ص149،148،رقم الحدیث 1391باب ذکررفع الیدین عندالرکوع وعندالرفع)

امام اعظم ابوحنیفہ التابعی رحمہ اللہ:

(کتاب الحجۃ للامام محمد ج1ص74 باب افتتاح الصلوۃ و ترک الجہر ببسم اللہ ،سنن الطحاوی ج1ص165باب التکبیر للرکوع و التکبیر للسجود الخ)

اہل کوفہ اورترک رفع یدین:

(التمہید لابن عبدالبر ج4ص187،الاستذکار لابن عبدالبر ج1ص408باب افتتاح الصلوۃ، الاستذکار لابن عبدالبر ج1ص408 باب افتتاح الصلوۃ ،التمہید لابن عبدالبر ج4ص187)

امام سفیان الثوری رحمہ اللہ:

فقہ سفیان الثوری ص560

امید ہے یہ حوالہ جات لاعلم لوگوں کے پروپیگنڈہ کی قلعی کھولنے کے لیے کافی ہوں گے۔

شبہ نمبر 3:

ننھے زبیر نے لکھا:

ماسٹر امین اوکاڑوی نے ابن حزم کے حوالے سے لکھا" یہ حدیث صحیح ہے" اور ابن حزم کے متعلق ماسٹر امین اوکاڑوی نے علانیہ کہا تھا کہ ابن حزم جھوٹا ہے۔

الحدیث ش95ص31

جواب:

حدیث ابن مسعود رضی اللہ کی صحت کا مدار اس کے روات کی ثقاہت پر ہے جو بحمد اللہ ہم نے باحوالہ نقل کر دی ہے، ابن حزم کا حوالہ آپ جیسے لوگوں کو آئینہ دکھایا ہے جو ان کے گن گاتے نہیں تھکتے۔

شبہ نمبر 4:

ننھے زبیر نے لکھا: اس روایت کی سند میں ایک راوی سفیان ثوری رحمہ اللہ ہیں اور وہ مدلس تھے۔

الحدیث ش95ص32

جواب:

ننھے زبیر صاحب! اگر کوئی نئی بات ہو تو فرمائیں، اس کا جواب آپ کے ممدوح زبیر زئی صاحب کو دیا جا چکا ہے کہ

1: امام سفیان بن سعید بن مسروق الثوری رحمہ اللہ (م 161ھ) خیر القرون کے محدث ہیں اور احناف کے نزدیک خیر القرون کی تدلیس صحتِ حدیث کے منافی

نہیں۔

2: محدثین کی ایک جماعت نے انہیں طبقہ ثانیہ میں شمار کیا ہے۔ جن کی تدلیس صحت حدیث کے منافی نہیں ہے۔

تفصیل دیکھیے قافلہ حق جلد6شمارہ3صفحہ33

مزید عرض ہے آپ کے زبیر زئی صاحب کے استاذ بدیع الدین [بدیع فی الدین] غیر مقلد نے امام سفیان بن سعید کو طبقہ ثانیہ میں شمار کیا ہے۔

(جزء منظوم ص89)

ممکن ہے آپ یہ کمال کر دکھائیں کہ بدیع الدین صاحب کو بھی دائرہ اہلحدیث سے باہر نکال دیں۔ پس جناب کا شبہ باطل ہے۔

شبہ نمبر5:

ننھے زبیر نے لکھا:

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب زیر بحث روایت کے صحیح ہونے پر محدثین کا اتفاق نہیں، جب کہ رفع یدین کی احادیث بخاری و مسلم میں موجود ہیں جن کے صحیح ہونے پر اتفاق ہے۔

الحدیث ش95ص32

جواب:

زبیر صاحب مغالطہ آمیزی سے باز رہیے، حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے رواۃ کے حالات گزر چکے ہیں کہ یہ بخاری و مسلم (تغلیبًا) کے راوی ہیں۔ ان کی ثقاہت بھی بیان ہو چکی ہے، پھر اسے غیر اتفاقی کہہ کر جان چھڑانا مشکل ہے۔

باقی آپ کا ''فرمان'' کہ: رفع یدین کی احادیث بخاری و مسلم میں موجود ہیں جن کے صحیح ہونے پر اتفاق ہے۔ تو عرض ہے کہ خود غیر مقلدین یہ بات نہیں مانتے

اور بلا جھجک اس بات کی خلاف ورزی کے درپے ہیں۔ مثلاً۔۔۔

1: صحیح مسلم میں روایت موجود ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وإذا قرأ فأنصتوا

صحیح مسلم ج1ص134

کہ جب امام قراءت کرے تو تم خاموش رہو۔

یہ حدیث امام کے پیچھے قرات کے منع پر واضح دلیل ہے، لیکن غیر مقلدین اس حدیث کو باوجود صحیح مسلم کی ہونے کے، ضعیف قرار دیتے ہیں۔

توضیح الکلام از ارشاد اثری غیر مقلدص663

آل حدیث کے مبشر ربانی نے تو کمال ہی کر دیا بلکہ کمال کی ٹانگ توڑ دی اور کہا:

اس روایت میں اذا قرء فانصتوا کے الفاظ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔

احکام و مسائل از مبشر غیر مقلد ج1ص276

ع جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

2: فیض عالم صدیقی غیر مقلد نے صحیح بخاری کے ایک راوی امام زہری کے بارے میں زہریلے قلم سے لکھا:

"اکثر اس کی روایات گمراہ کن ہیں۔۔۔ مشہور شیعہ مؤلف عباس قمی زہری کے متعلق کہتا ہے کہ وہ پہلے سنی تھا پھر شیعہ ہو گیا"

اختلاف امت کا المیہ: ص127

لہذا بات کرنے سے پہلے گھر کی خبر ضرور لے لیا کریں۔

تنبیہ:

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر کیے جانے والے شبہات کے جوابات

کے لیے ملاحظہ ہو"نور الصباح از مولانا حبیب احمد ڈیروی صاحب"نیز صحیحین کی روایات غیر مقلدین کے دعویٰ پر قطعاً دلیل نہیں تفصیل کے لیے دیکھیے نورالصباح۔

قارئین کرام! آپ نے ننھے زبیر کے ان شبہات کو ملاحظہ فرمالیا اور ان کی حقیقت بھی جان لی، موصوف کے باقی شبہات بھی اسی طرح ہیں۔ اہل انصاف کے لیے یہی کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے جو سینوں میں وسوسہ ڈالتے ہیں۔ آمین

افسوسناک اجتہاد کا خوشگوار نتیجہ

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے ایک عالم نے دریافت کیا کہ آپ کو کبھی اپنے اجتہاد پر افسوس اور پشیمانی بھی ہوئی ہے؟ فرمایا کہ ہاں ایک مرتبہ لوگوں نے مجھ سے پوچھا ایک حاملہ عورت مرگئی ہے اور اس کے پیٹ میں بچہ حرکت کر رہا ہے کیا کرنا چاہیے؟ میں نے کہا کہ عورت کا شکم چاک کر کے بچہ نکال دیا جائے۔ لیکن بعد میں مجھے اپنے اجتہاد پر افسوس ہوا کیونکہ بچے کے زندہ نکالنے کا مجھے علم نہیں تاہم ایک مردو عورت کو تکلیف دینے کے فتویٰ پر مجھے افسوس رہا۔

پوچھنے والے عالم نے کہا یہ اجتہاد قابل افسوس نہیں بلکہ اس میں تو اللہ کا فضل شامل رہا کیونکہ آپ کے اجتہاد کی برکت سے زندہ نکل کر اس مرتبہ کو پہنچنے والا بچہ میں ہی ہوں۔

حدائق الحنفیہ ص70 بحوالہ کتابوں کی درسگاہ میں ص 72

سالانہ اجتماع 2013ء

مولانا محمد نوید حنیف حفظہ اللہ

اتحاد اہل سنت والجماعت کے زیرِ اہتمام پانچواں سالانہ اجتماع 3 مارچ بروز اتوار مرکز اتحاد اہل سنت والجماعت سرگودھا منعقد ہوا۔ اجتماع کے لیے پنڈال کو نہایت خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ پنڈال میں تقریباً 2000 نشستیں مختص تھیں۔ اجتماع میں مہمانوں کی آمد 2 مارچ شام سے ہی شروع ہوگئی تھی جو تین مارچ تک جاری رہی۔ ملک کے تمام صوبوں، گلگت بلتستان اور آزاد کشمیر وغیرہ سے کثیر تعداد میں علماء کرام اور عوام الناس نے شرکت کی۔ اجتماع کا نظم وضبط قابل داد تھا شرکاء نے مکمل دل جمعی سے پورا پروگرام سماعت فرمایا کسی قسم کی نعرہ بازی سے مکمل پرہیز کیا گیا پروگرام انٹرنیٹ پر براہ راست نشر کیا گیا پنڈال کی وسعت 2000 کرسیوں کے باوجود اپنی تنگ دامنی کا گلہ کررہی تھی۔

اجتماع کی پہلی نشست کا آغاز حضرت مولانا قاری محمد صفی اللہ حفظہ اللہ کی تلاوت سے ہوا۔ اجتماع کی پہلی نشست کے سٹیج سیکرٹری کے فرائض مرکز کے استاد حضرت مولانا مفتی محمد رضوان عزیز حفظہ اللہ نے سرانجام دیئے۔ تلاوت کے بعد ملک کے مشہور نعت خواں قاری فاروق معاویہ صاحب نے بارگاہ رسالت میں ہدیہ عقیدت پیش کیا۔ بعد ازاں مرکز کے متخصصین نے عربی، اردو، انگریزی، فارسی، پشتو، سندھی اور گلگتی زبان میں مختلف موضوعات پر بیانات کئے۔ اس کے بعد اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ کے مرکزی رہنما مولانا عبد القدوس صاحب نے قیام پاکستان میں علماء دیوبند کے کردار پر بہت احسن انداز میں گفتگو فرمائی۔ اتحاد اہل سنت والجماعت صوبہ پنجاب

کے امیر مولانا عبد اللہ عابد وڑائچ حفظہ اللہ نے نام نہاد اہل حدیثوں کے مکہ، مدینہ والوں سے اختلافات کو بیان کیا۔ حضرت مولانا ابو ایوب قادری صاحب نے نہایت مختصر وقت میں عقیدہ کی اہمیت پر جامع بیان کیا۔ اس کے بعد حضرت مولانا مفتی عبد الواحد قریشی حفظہ اللہ نے عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بیان کیا۔ پہلی نشست کے آخر میں مرکز کے استاد حضرت مولانا مفتی شبیر احمد حنفی حفظہ اللہ نے مرکز میں ہونے والی سرگرمیوں اور متکلم اسلام مولانا الیاس گھمن حفظہ اللہ کی کتابوں کا تعارف کروایا، اس کے ساتھ ہی پہلی نشست کا اختتام ہوا۔ دوسری نشت کا آغاز محمد عبد اللہ گھمن کی تلاوت قرآنِ پاک سے ہوا۔

دوسری نشست کے سٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا عبد الشکور حقانی حفظہ اللہ نے سر انجام دیئے۔ اتحاد اہل سنت والجماعت کے نائب امیر مولانا شفیق الرحمٰن صاحب نے اتحاد اہل سنت والجماعت کی پالیسیوں اور اکابرین کے ساتھ نسبت کو مختصر وقت میں نہایت ہی احسن طریقے سے بیان کیا۔ اس کے بعد ناظم اعلیٰ اتحاد اہل سنت والجماعت متکلم اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ نے فتنوں کے تعاقب کی اہمیت اور اکابرین کے طرزِ عمل کو بیان کیا اور ساتھ ساتھ سالانہ اجتماع کروانے کا مقصد اور مستقبل کے لائحہ عمل کو بیان کیا۔ آخر میں امیر اتحاد اہل السنت والجماعت مولانا منیر احمد منور صاحب سٹیج پر جلوہ افروز ہوئے سب سے پہلے انہوں نے اتنے عظیم الشان اور کامیاب اجتماع کے انعقاد پر متکلم اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ کو مبارک باد پیش کی۔ اس کے بعد "قرآن وحدیث کے ہوتے ہوئے فقہ کی کیا ضرورت ہے؟" اس عنوان پر نہایت ہی مدلل گفتگو کی۔ دعا کے لیے یادگارِ اسلاف حضرت مولانا قاضی ارشد الحسینی صاحب کو مدعو کیا گیا تو انہوں نے دعا سے پہلے یہ

ارشاد فرمایا کہ آج کے اس اجتماع کو دیکھ کر مجھے حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کا وہ قول یاد آتا ہے جو انہوں نے مولانا الیاس دہلوی بانیِ تبلیغی جماعت کی محنت دیکھ کر فرمایا تھا کہ "الیاس نے یاس کو آس میں بدل دیا ہے" میں بھی آج مولانا الیاس گھمن کی محنت کو دیکھ کر کہتا ہوں کہ الیاس، یاس کو آس میں بدل کر خدا کے ہاں پاس ہو گیا ہے۔ اس کے بعد دعا فرمائی اور اجتماع اختتام پذیر ہوا۔

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

مولانا محمد رضوان عزیز

ڈاکٹر بہاؤ الدین صاحب غیر مقلد اپنی مسلکی خوش فہمیوں پر مبنی "تاریخ اہل حدیث" میں اپنے مسلک والوں کو تعارف کرواتے ہوئے لکھتے ہیں:

"بعض عوام کالانعام گروہ اہلحدیث میں ایسے بھی ہیں جو اہل حدیث کہلانے کے بھی مستحق نہیں۔ ان کو لامذہب، بدمذہب، ضال مضل جو کچھ کہو زیبا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو نہ خود کتاب و سنت کا علم رکھتے ہیں نہ اپنے گروہ کے اہل علم کی اتباع {تقلید} کرتے ہیں۔ کسی سے کوئی حدیث سن کر یا کسی اردو مترجم کتاب میں دیکھ کر نہ صرف اس کے ظاہری معنٰی کے موافق عمل کرنے پر صبر و اکتفا کرتے ہیں بلکہ اس میں اپنی خواہش نفس کے موافق استنباط و اجتہاد بھی شروع کر دیتے ہیں۔ جس میں وہ خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں"۔

تاریخ اہل حدیث ص164 مکتبہ اسلامیہ از بہاؤ الدین

موصوف کی اس وضاحت کے بعد کیا کوئی ابہام رہ جاتا ہے! موجودہ دور کے اہل حدیث حضرات کے لامذہب، بدمذہب۔ ضال مضل اور گمراہ ہونے میں۔ کیونکہ موجودہ دور کے غیر مقلدین تو علانیہ اتباع کے منکر اور علم سے کوسوں دور ہیں۔

متکلمِ اسلام مولانا محمد الیاس گھمن کا دورہ میانمار (برما)

مولانا محمد علی

مہتمم مدرسہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ینگون (رنگون)

جنوب مشرقی ایشاء میں واقع۔" میانمار " اپنی زرعی حیثیت اور عظیم رقبہ کی وجہ سے مشہور ملک ہے۔676552 مربع کلو میٹر پر مشتمل یہ ملک 1989ء تک "برما" کے نام سے موسوم رہا۔ 1988ء تک اقتدار سنبھالنے والی فوجی حکومت نے ملک کا نام بدلا اور اب یہ میانمار (Myanmar) کے نام سے مشہور ہے۔ میانمار کی 71فیصد آبادی دیہی ہے، جب کہ شہری آبادی میں سے نصف تین بڑے شہروں ینگون، منڈالے، اور مولمین میں رہتی ہے۔ بنیادی طور پر یہ ایک زرعی ملک ہے۔ تقریباً 63 فیصد برسر روز گار لوگ فصلوں کی پروسیسنگ سے منسلک ہیں، جب کہ بارہ فیصد لوگ صنعت میں کام کرتے ہیں۔ دوسری عالمی جنگ سے قبل" میانمار " دنیا کے چاول برآمد کرنے والے ممالک میں شمار ہوتا تھا۔ جنگ کے بعد زیر کاشت رقبہ واگزار ہوا لیکن آبادی بڑھنے سے فاضل پیداوار کبھی سابقہ حد کو نہیں پہنچ پائی۔

میانمار کی سرکاری زبان کو ماہرین لسانیات نے "برمی" کا نام دیا ہے، البتہ حکام اسے" میانمار زبان" کہتے ہیں۔ بہت بڑی اکثریت یہی زبان بولتی ہے، البتہ پڑھے لکھے لوگوں میں انگلش رائج ہے۔

متکلم اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ پاکستان کے ایک معروف عالم دین ہیں۔ عقائد و نظریات کے حوالے سے حضرت کی مساعی اندرون و بیرون ملک قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں ۔ راقم سمیت میانمار کے جید علماء نے

حضرت متکلم اسلام حفظہ اللہ کو دعوت دی کہ ہمارے ہاں قدم رنجہ فرمائیں۔ چنانچہ کمال شفقت کا اظہار فرماتے ہوئے حضرت تشریف لائے۔

پاکستان سے حضرت حفظہ اللہ کی روانگی 14 فروری 2013ء بوقت 11:55 بجے رات ہوئی۔ طویل دورانیے کے اس سفر نے حضرت کو 6:30 پر "بنکاک" ائیر پورٹ (تھائلینڈ) پر چھوڑا۔ چند گھنٹے وہاں قیام کے بعد 10 بجے وہاں سے روانہ ہوئے اور 1:45 پر ینگون پہنچ گئے۔ ینگون ائیر پورٹ پر شائقین عوام وخواص کا ایک جم غفیر متکلم اسلام حفظہ اللہ کے استقبال کے لیے آموجود تھا جن میں مفتی محمد ادریس، مولانا محمود ناخدا، مولانا محمد نصیر، مولانا جلال الدین، مولانا محمد ابو بکر، مولانا محمد عارف، مولانا محمد جمیل، راقم الحروف (مولانا محمد علی)، حاجی سلیم صاحب، بھائی حسین احمد اور دیگر کئی حضرات شامل تھے۔ اپنے دیس میں اور اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے محبوب ومکرم کو دیکھ کر جو خوشی ہوئی بیان سے باہر ہے۔ محبت والفت کے جذبات کے ساتھ حضرت کا استقبال کیا اور انہیں لے کر مولانا محمود ناخدا کے گھر "مغل اسٹریٹ" پہنچے ۔ حضرت کی آمد پر دستر خوان سجا دیا گیا۔ کھانے کے بعد عصر کی نماز ادا کی۔ عصر سے مغرب تک حضرت نے آرام فرمایا۔ مغرب کے بعد پنجابی مسجد ینگون (رنگون) میں حضرت حفظہ اللہ نے درس قرآن دیا۔

ینگون (رنگون) میانمار کا دارالحکومت ہے اور سب سے بڑا شہر ہے۔ اہم مدارس اور بڑی مساجد اسی شہر میں واقع ہیں اور نامور علماء کرام کے مسکن ہونے کا اعزاز بھی اسی شہر کو حاصل ہے۔ درس قرآن کا عنوان۔"مضامین سورۃ فاتحہ" تھا۔ حضرت کو چونکہ خدا تعالیٰ نے گوناگوں صفات سے نوازا ہے جن میں تفہیم کا ملکہ اپنی مثال آپ ہے، اس کا لطف وہی حضرات بخوبی جانتے ہیں جو آپ کے وعظ ودرس میں

شریک رہتے ہیں۔ نماز عشاء کے بعد کھانا حاجی محمد سلیم کے گھر تھا۔ کھانے سے فراغت کے بعد ینگون کے معروف ہوٹل My Flower Street 29 میں حضرت نے آرام فرمایا۔

16 فروری 2013ء: دن کا سورج طلوع ہوا تو حضرت متکلم اسلام حفظہ اللہ کے دروس وبیانات کا بھی آغاز ہوا۔ آٹھ بجے صبح حضرت حفظہ اللہ راقم الحروف کے مدرسہ عمر بن خطاب (ینگون) میں تشریف لائے اور مشہور محدث وشارح صحیح مسلم امام نووی رحمہ اللہ کی تالیف ”ریاض الصالحین“ سے علماء واساتذہ کو درسِ حدیث دیا۔ بعد ازاں علماء کے ساتھ خصوصی نشست بھی ہوئی جس میں عقیدہ کے حوالے سے کئی اہم مباحث سامنے آئیں۔ 10 بجے سے 11 بجے تک حضرت نے جامعہ عربیہ دارالعلوم ینگون میں بیان فرمایا۔ اس موقع پر یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ جامعہ کی حیثیت ینگون کے مدارس میں ــ”ام المدارس“ کی ہے۔ اپنے نظم و نسق، درس و تدریس اور علاقائی اہمیت کے حوالے سے تمام مدارس میں سر فہرست ہے۔ جامعہ کے اہتمام کی ذمہ داری عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کے خلیفہ مجاز مولانا ہدایت اللہ صاحب کے سپرد ہے۔ موصوف جید عالم دین اور ملنسار انسان ہیں۔ آپ نے حضرت متکلم اسلام حفظہ اللہ کی آمد پر انتہائی مسرت کا اظہار فرمایا۔

اس کے بعد ایک اور مقامی مدرسہ ”صادقیہ حفظ القرآن“ میں بھی بیان ہوا جس میں علماء وطلباء نے بھرپور شرکت کی۔ بیانات سے فراغت کے بعد حضرت متکلم اسلام حفظہ اللہ کے دوپہر کے کھانا کا انتظام راقم کے سسرال کے ہاں تھا جو یقیناً ہمارے لیے سعادتِ عظمیٰ سے کم نہ تھا۔ نماز ظہر کے بعد جمعیت علماء اسلام کے دفتر میں ”دورہ تحقیق المسائل“ کے نام سے ایک مختصر کورس کا انعقاد ہوا۔

جمعیت علماء اسلام کا یہ دفتر مولانا محمد کا یوسف صاحب کی زیر نگرانی چل رہا ہے۔مولانا موصوف جمعیت علماء اسلام میانمار کے نائب صدر ہیں اور نہایت اچھے انسان ہیں۔ ''دورہ تحقیق المسائل'' میں حضرت متکلم اسلام حفظہ اللہ نے اہل السنۃ والجماعۃ کے نظریات ومسائل کا بادلائل جائزہ لیا۔ تقلید ودیگر مسائل جیسے اہم عنوانات پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔راقم بلا مبالغہ عرض کرتا ہے کہ ہم نے حضرت موصوف کو خطابت کے میدان میں یگانہ روزگار خطیب، درس قرآن کے حوالے سے بے بدل مفسر، درس حدیث کے عنوان پر بے مثال محدث اور تدریس وتعلیم کی مسند پر کامیاب مدرس اور خانقاہ کی مسند پر شیخ ومرشد پایا۔ بحمد اللہ اتنی ستودہ صفات کی حامل شخصیت سے استفادہ کا جو موقع یہاں کے علماء وعوام خصوصاً راقم کو میسر ہوا، ہم اس پر باری تعالیٰ کے انتہائی مشکور ہیں۔

مسئلہ تقلید کے حوالے سے یہ ذکر کرنا ضروری ہے کہ عصر حاضر میں بعض عاقبت نا اندیش لوگ ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کی تقلید کو شرک وحرام کہنے سے نہیں چوکتے، بلکہ ان کی محنت کا آغاز ہی اسی ''مرحلہ'' سے ہوتا ہے۔ اگرچہ اس پر بے شمار کتب موجود ہے لیکن شرح صدر کے ساتھ جس شخصیت سے یہ مسئلہ سمجھا جا سکتا ہے اور اس کے متعلق تمام تر قسم کے اشکالات زائل کیے جاسکتے ہیں، اس وقت عالم اسلام میں حضرت متکلم اسلام مولانا الیاس گھمن حفظہ اللہ سے اہم ہستی شائد ہی کوئی موجود نہیں ''دورہ تحقیق المسائل'' کے بعد مغرب کی نماز ادا کی، کھانا بھائی محمد سلیم کے گھر تھا۔ نماز عشاء کے بعد'' رونق مسجد''میں درس تھا، عنوان درس سورۃ فاتحہ تھا، جس میں علماء و عوام الناس کی ایک کثیر تعداد نے شرکت کی۔اس درس قرآن میں حضرت موصوف حفظہ اللہ نے سورۃ فاتحہ سے حاصل ہونے والے ان نظریاتی وفقہی نکات کا تذکرہ کیا جو

انسان کو مادی محنت کی بجائے اخروی تگ و دو کی جانب راغب کرتے ہیں۔

17 فروری 2013ء: صبح 10 بجے سے 12 بجے تک " رونق اسلام مسجد "میں تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ ختم نبوت ایک اجماعی عقیدہ ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نئے نبی نے پیدا نہیں ہونا، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعوی کرے باجماع امت کافر ہے۔ اس اہم و بنیادی عقیدے کے بارے میں عوام کے شعور کو بیدار کرنے کے لئے ینگون میں پہلی کانفرنس تھی جو حضرت حفظہ اللہ کی آمد کی برکت سے منعقد ہوئی۔ حضرت نے اپنے علم لدنی کی بناء پر ختم نبوت کے مسئلہ پر ایسے عقلی و نقلی دلائل پیش فرمائے کہ بلا مبالغہ سامعین اور خصوصاً اسٹیج پر بیٹھے علماء کرام انگشت بدنداں تھے۔ صاف محسوس ہو رہا تھا کہ یہ علم کسبی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا عطاء کردہ علم وہبی ہے۔

ظہرانہ مولانا ہدایت اللہ دامت برکاتہم کے گھر تھا۔ نماز و کھانے سے فراغت کے بعد 3 بجے سہ پہر سے 4:30 تک رونق مسجد میں دورہ تحقیق المسائل منعقد ہوا۔ حضرت متکلم اسلام حفظہ اللہ نے انتہائی آب و تاب اور بادلائل گفتگو کے ساتھ عقائد و نظریات اہل السنۃ والجماعۃ پر گفتگو فرمائی۔ آپ نے عصر کی نماز کے بعد شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید حضرت مولانا شمس الضحیٰ دامت برکاتہم سے ملاقات کی۔ حضرت موصوف کا شمار میانمار کے جید علماء میں ہوتا ہے۔ آپ جمعیت علماء اسلام (برما) کے امیر ہیں۔ مولانا شمس الضحیٰ سے ملاقات کے بعد حضرت متکلم اسلام بہادر شاہ ظفر کی قبر پر تشریف لے گئے۔ بہادر شاہ ظفر مغلیہ خاندان کے آخری بادشاہ تھے۔ آپ 1775ء میں پیدا ہوئے اور 1837ء میں شاہی تخت پر متمکن ہوئے۔

استعماری قوت نے جو ناروا سلوک آپ کے ساتھ کیا وہ ایک نرم دل رکھنے والے انسان کو آنسو بہادینے پر مجبور کردیتا ہے۔ وہ شخص جو بابر، اکبر، شاہ جہان اور عالمگیر کا جانشین تھا ایک بے حقیقت مجرم کی طرح قید کرلیا گیا، غلاموں نے اپنے آقا کو گرفتار کرلیا، جو تجارت کرنے آئے تھے وہ بادشاہ بن بیٹھے اور جس نے تجارت کا پروانہ دیا تھا وہ مجرم قرار پایا، اس کے چار بیٹوں کے سر کاٹ کر بادشاہ کو بھیجے گئے اور پھر ان کی لاشوں کو سولی پر چڑھایا گیا۔ 10 جنوری 1858ء کو ایک فوجی کمیشن کے ظالمانہ فیصلے کے مطابق جلاوطن کرکے ینگون (رنگون) بھیج دیے گئے اور آپ کا انتقال ینگون ہی میں ہوا۔ مرحوم کی قبر پہ موجود کتبہ پر ان کی دل کی آرزو جو ان کی نوک زبان تھی، ان الفاظ میں مرقوم ہے:

یہی حسرت تھی کہ گھر میرا مدینے میں رہے
بنا رنگون میں، ارمان میرے سینے میں رہے
ہے تمنا یہ ظفر کی یارسول عربی!
اپنی آنکھوں کو ملے، آپ کی چوکھٹ سے نبی

مرحوم کی قبر کے قبلہ جانب سے مشرق کی طرف ان کی مشہور زمانہ نظم ان پر کیے گئے مظالم کا پیغام سنا رہی ہے:

لگتا نہیں ہے دل میرا اجڑے دیار میں
کس کی بنی ہے عالم ناپائیدار میں
ان حسرتوں سے کہہ دو کہیں اور جا بسیں
اتنی جگہ نہیں ہے دل داغدار میں
بلبل کو ہے چمن سے نہ صیاد سے گلہ

قسمت میں قید لکھی تھی فصل بہار میں
عمر دراز مانگ کے لائے تھے چار دن
دو آرزو میں کٹ گئے ، دو انتظار میں
کتنا ہے بد نصیب ظفر دفن کے لیے
دو گز زمین بھی نہ ملی کوئے یار میں

واپسی پر مولانا محمد ابراہیم سورتی اور مولانا محمد سورتی کے گھر کھانے کا پروگرام تھا۔ کھانے سے فراغت کے بعد حضرت متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن کا سورتی سنی جامع مسجد میں بیان تھا۔

بیان میں عوام الناس و علماء کرام شریک تھے۔ عنوان "مضامین سورۃ فاتحہ" تھا۔ سورتی جامع مسجد کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس کے امام و خطیب شیخ محمد حمزہ بن حضرار کوبی المدنی رحمۃ اللہ علیہ پہلے مسجد نبوی کے امام رہے تھے۔ اس مسجد کی انتظامیہ موصوف کو مدینہ سے یہاں لائی تھی۔ ایک عرصہ تک شیخ اس مسجد میں امامت کی خدمات سر انجام دیتے رہے اور 15 صفر 1351ھ بمطابق 20 جون 1932ء عالم فانی سے عالم باقی کی طرف کوچ فرما گئے، دارالعلوم سے متصل قبرستان میں مدفون ہوئے۔

18 فروری 2013ء: حضرت متکلم اسلام حفظہ اللہ کے قیام کا آخری دن تھا۔ صبح کا بیان حضرت نے ینگون کے تبلیغی مرکز "تیچھا پنے پلی" میں فرمایا، جس میں عوام کی ایک کثیر تعداد نے شرکت کی۔ "پلی" میانمار زبان میں مسجد کو کہتے ہیں اور "تیچھا پنے" آدھی ٹوٹی ہوئی کو۔ اس مسجد کے بارے میں معروف ہے کہ مختلف حکومتوں نے اس کو شہید کرنے کی کوشش کی۔ چنانچہ جو مسجد کا کچھ حصہ شہید کرتا وہ مر جاتا۔ کئی لوگ اسی کشمکش میں لقمہ اجل بنتے رہے تا آنکہ مسجد کا نصف

حصہ شہید ہو گیا۔ بعد میں یہ عمل روک دیا گیا۔ یہ مسجد انہی سابقہ واقعات کے پیش نظر "تیچھاپنے پلی" کے نام سے مشہور ہوئی۔

حضرت متکلم اسلام نے "تیچھاپنے پلی" میں بیان فرمانے کے بعد مرکز کے ذمہ داران کے ساتھ ناشتہ کیا، جنہوں نے حضرت متکلم اسلام کی آمد پر انتہائی مسرت کا اظہار کیا اور آپ کی عقائد و نظریات کے حوالے سے دردمندانہ کوششوں کو سراہا۔ دوپہر کا کھانا مولانا محمود ناخدا کے گھر تھا، حاجی محمد سلیم، بھائی محمد سلیم، مولانا محمد انس، مولانا محمد نصیر اور راقم بھی ساتھ تھے۔ کھانے کے بعد 12:30 بجے ہم حضرت کے ساتھ ائیر پورٹ کی طرف روانہ ہوئے۔ حضرت کی واپسی کی اطلاع چونکہ کئی احباب کو تھی، اس لیے ائیر پورٹ پر ہی کئی احباب تشریف لائے جن میں مولانا محمود، مولانا محمد ابراہیم سورتی، مولانا محمد نصیر و دیگر حضرات شامل تھے۔ اشک بار آنکھوں کے ساتھ اپنے محبوب مہمان کو رخصت کیا۔ فلائٹ کا وقت میانمار وقت کے مطابق دن دو بجے تھا چنانچہ وقت مقررہ پر حضرت حفظہ اللہ کا سفر شروع ہوا اور پاکستانی وقت کے مطابق رات 10:30 بجے حضرت الشیخ اسلام آباد (پاکستان) پہنچ گئے۔ تحقیق المسائل کورسز میں علماء و طلباء کی تعداد 200 سے لے کر 900 تک رہی اور عوامی اجتماعات میں عوام و خواص کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ تین روزہ دورہ میانمار (برما) پورے میانمار میں غیر مقلدیت و سلفیت کے رد اور مسلک اہل السنۃ والجماعۃ کے تحفظ کے لیے ان شاء اللہ سنگ میل ثابت ہو گا۔ علماء کرام نے مولانا محترم کی خدمات کو سراہا اور آئندہ دورہ کے لیے ستمبر میں دس دن برما آنے کا وعدہ لیا، جو حضرت متکلم اسلام حفظہ اللہ نے کمال شفقت سے اس شرط پر قبول فرمایا کہ پہلے علماء کی ایک جماعت مرکز اہل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی سرگودھا آئے گی جسے علماء برما نے منظور فرمالیا۔

عطاری صاحب کی طوطا چشمی

مولانا محمد کلیم اللہ

حق و باطل کے درمیان مناظرہ کی رَوِش پُرانی ہے۔ حق ہمیشہ غالب رہتا ہے اور باطل مغلوب........ باطل کو یہ گھمنڈ ہوتا ہے کہ ان کے اعتراضات وشبہات بلکہ وساوس کا کوئی جواب نہیں دے سکتا جبکہ حق کو اللہ تعالیٰ وہ قوت دلیل عطا فرماتا ہے جس سے باطل کے اعتراضات اور وساوس دم توڑ جاتے ہیں۔

لاہور شہر کے قریب ٹھیٹھر ایک علاقہ ہے اس میں ایک "ملکوکی" نامی قصبہ ہے اس میں پچھلے چند دنوں سے دعوت اسلامی کے امیر محترم جناب محمد الیاس عطاری کے ایک تربیت یافتہ جناب محمد ندیم عطاری صاحب مبلغ دعوت اسلامی تشریف لائے۔ ہماری معلومات کے مطابق موصوف ندیم عطاری صاحب اپنے مشن کی تبلیغ کے لیے ایک سال لگا رہے تھے اس علاقے میں تشریف لانے کے بعد انہوں نے اپنے سال کا ارادہ ترک فرمایا اور بلال مسجد میں بطور امام مقرر ہو گئے۔

اس کے بعد انہوں نے اپنے مشن کو مکمل کرنے کے لیے وہی حربے استعمال کیے جن کی ان کو تربیت دی جاتی ہے یعنی اکابر اہل السنت والجماعت دیوبند پر گستاخ رسول کے فتوے صادر فرمانے لگے کہ مولانا اشرف علی تھانوی اپنے ترجمہ قرآن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو "گناہ گار" لکھتے ہیں۔ دیوبندی تبلیغی لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف "مکر" کا لفظ منسوب کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

اس کے علاوہ بھی اور بہت کچھ کہتے رہتے ہیں تاکہ اپنے مقتدیوں، عقیدت مندوں اور اہل علاقہ کے نوجوانوں کو اہل حق سے بدظن کرسکیں۔ چنانچہ موصوف

ندیم عطاری جو خیر سے دنیاوی طور پر کافی تعلیم یافتہ ہیں سنا ہے کہ کسی کالج میں پروفیسر بھی رہے ہیں دعوت اسلامی کے مبلغ ہیں انہوں نے بھی ملکو کی کی فضا کو مکدر کیا اور نوجوانوں کو پکڑ پکڑ کر یہ کہتے تھے کہ اگر میں اشرف تھانونی کو گستاخ رسول ثابت نہ کروں تو یہ اینٹ اپنے سر پر ماروں گا۔

اہل علاقہ کے اہل السنت والجماعت نے جب یہ معاملہ دیکھا تو موصوف سے کہا یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ تو موصوف نے برملا فرمایا کہ میں یہ ضرور ثابت کروں گا۔ سنی حضرات نے اہل حق کے ترجمان مولانا عبدالشکور حقانی امیر اتحاد اہل السنت والجماعت لاہور ڈویژن سے رابطہ کیا اور علاقے کی صورتحال سے آگاہ کیا مولانا حقانی دامت برکاتہم نے اتحاد اہل السنت والجماعت کی پالیسی کے تحت مناظرہ ٹیم کے رکن مولانا ابوایوب قادری سے اس بارے میں مشورہ کیا کہ کیا کیا جائے؟

مولانا قادری نے کہا اس کے لیے جو آپ مجھے حکم فرمائیں میں کرنے کو تیار ہوں چنانچہ مولانا قادری اپنی گوناگوں مصروفیات کو چھوڑ کر مسلک حقہ اہل السنت والجماعت کے دفاع اور اکابر دیوبند کے دامن کو آلودگی سے بچانے کے لیے فوراً لاہور تشریف لے آئے۔

یہ مورخہ 23 فروری 2013 بروز ہفتہ کی شام تھی جب مناظر اہل السنت مولانا ابوایوب قادری، مولانا محمد ابوبکر، مولانا محمد بلال جھنگوی، بھائی محمد رفیق اور راقم السطور ملکو کی کی طرف روانہ ہوئے نماز عصر وہیں جا کر ادا کی اور اس کے بعد اس وقت کی تازہ ترین صورتحال سے آگاہی چاہی۔

بتلایا گیا کہ جناب ندیم عطاری صاحب کو بمشکل گھر سے لایا گیا ہے تاکہ وہ آپ سے گفتگو کر سکیں اس پر مولانا قادری دامت برکاتہم نے فرمایا: ”ہمیں خوشی ہو گی

کہ ادب واحترام اور علم و سنجیدگی کے دائرے میں رہتے ہوئے اس معاملے کو حل کیا جائے ہم تمام اخلاقیات کی پابندی کرتے ہوئے موضوع پر بات چیت کرنے کو تیار ہیں تاکہ اصل حقائق سب کے سامنے آجائیں اور لوگ حق وباطل کی پہچان کر سکیں۔"

جبکہ دوسری طرف جناب عطاری صاحب پہلے پہل تو کافی جذباتی ہو کر یہ کہہ رہے تھے کہ "ٹھیک ہے میں بھی بات کرنے کے لیے تیار ہوں اور جو کچھ میں نے کہا تھا اس کو پوری ذمہ داری سے ثابت کروں گا۔"

لیکن بعد میں عطاری صاحب کی سیٹی گم ہوگئی اور وہ میدان مناظرہ سے ایسے غائب ہوگئے جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔

انہی باتوں باتوں میں نماز مغرب کا وقت آپہنچا ہم نماز باجماعت ادائیگی کے بعد بوہڑ والی مسجد میں جا پہنچے اور مولانا قادری دامت برکاتہم نے تقریباً ایک گھنٹہ پچاس منٹ کے قریب بیان کیا جس میں چند موضوعات کو زیر بحث لائے:

1. حب رسول اور بریلوی علماء
2. لفظ ذنب (گناہ) کی نسبت آپ علیہ السلام کی طرف کس نے کی؟
3. اذان سے پہلے صلوۃ وسلام کیوں پڑھا جاتا ہے؟
4. بریلی مرکز میں اذان سے قبل صلوۃ وسلام؟
5. قادیانیت کے رد پر اکابر دیوبند کی خدمات
6. مسئلہ ختم نبوت اور مولانا نانوتوی
7. العیاذ باللہ نبی علیہ السلام کو ابوجہل کا بھائی کس نے کہا؟

اس کے آخر میں سوالات وجوابات کی نشست ہوئی اس میں مولانا قادری

دامت برکاتہم نے عوام الناس میں اہل بدعت کی طرف سے پیدا کردہ اور پھیلائے جانے والے شبہات اور وساوس کا علمی اور تحقیقی طرز پر جواب دیا۔

نماز عشاء کی ادائیگی سے فراغت کے بعد واپس آنے کے لیے جب ہم تیار ہوگئے بلکہ گاڑی میں بیٹھ گئے تو چند ساتھیوں نے آکر مولانا قادری دامت برکاتہم سے عرض کیا کہ

"حضرت! وہ........ ندیم عطاری ..... ساتھ والی جگہ پر بیٹھا ہے اور کہتا ہے کہ میں تمہارے مولوی سے بات کرتا ہوں مولانا قادری دامت برکاتہم فرمانے لگے انہوں نے یہ ساری ہنگامہ آرائی کی ہے اور ہمیں چیلنج دیا تھا ہم چیلنج کو قبول کرتے ہوئے یہاں تک آئے ہیں ہم نے عصر سے عشاء تک اس کا انتظار کیا ان کا یہ حق بنتا تھا کہ وہ اس دوران تشریف لاتے لیکن وہ نہیں آئے اور اب وہ کہہ رہے ہیں کہ میں بات کرتا ہوں.......... !!!!.

خیر! اتمام حجت کے لیے مناظر اہل السنت مولانا قادری دامت برکاتہم گاڑی سے اترے اور کتابوں کو ساتھ لے کر اس جگہ تشریف گئے جہاں پہلے سے عطاری صاحب "جلوہ افروز" تھے۔ گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے مولانا قادری نے عطاری صاحب سے پوچھا: کیا آپ نے یہ کہا ہے کہ مولانا تھانوی نے سورۃ فتح کی دوسری آیت کا ترجمہ کرتے ہوئے گناہ کی نسبت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی ہے؟ عطاری صاحب نے اثبات میں جواب دیا کہ ہاں میں نے کہا ہے۔ مولانا قادری نے حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا ترجمہ قرآن کھول کر عطاری صاحب کے ہاتھ دیا کہ ہمیں وہ مقام دکھلائیں جہاں حضرت تھانوی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف گناہ کی نسبت کی ہے۔ عطاری صاحب نے نہ صرف یہ کہ دکھلانے سے انکار کر دیا بلکہ قرآن

کریم کو لینے سے بھی گریزاں رہے۔اور اپنا موقف یوں تبدیل کرنے لگے کہ میں نے حضرت تھانوی کا نام نہیں لیا بلکہ میں نے دیوبندی اور تبلیغی کہا تھا۔

اسی دوران عوام الناس میں سے ایک شخص محمد صفدر جسے ہم نہ جانتے تھے وہ سامنے آیا اور عطاری صاحب کو یاد دلانے لگا کہ حضرت آپ نے مجھے اشرف تھانوی کا نام بتلایا تھا اس پر عطاری صاحب بڑی دیدہ دلیری سے کہنے لگے کہ میں اب بھی یہ کہتا ہوں

مولانا قادری صاحب دامت برکاتہم نے عطاری صاحب کو مخاطب کر کے کہا کہ جناب آپ صرف کہتے کیوں ہیں آپ کو میں نے حضرت تھانوی کا ترجمہ قرآن دیا ہے اس میں سے وہ مقام سب کے سامنے کھول کر دکھائیں تاکہ جھگڑا ختم ہو،جب مولانا ابو ایوب قادری صاحب نے عطاری صاحب کو آڑے ہاتھوں لیا تو ان کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے اور فرار کی راہ ڈھونڈھنے لگے۔

اس کے بعد مناظر اہل السنت مولانا قادری دامت برکاتہم نے مولوی احمد رضا اور ان کے والد مولوی نقی علی خان کی کتب سے حوالہ جات دینا شروع کیے اور کنز الایمان ترجمہ قرآن مولوی احمد رضا خان اور اس پر احمد یار گجراتی کے تفسیری حاشیے سے حوالے نکال نکال کر لوگوں کو دکھلایا کہ دیکھو یہ لوگ تو خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف گناہ کی نسبت کرتے ہیں۔جو الزام یہ حضرت تھانوی پر لگا رہے تھے اسی جرم کے مرتکب ان کے اپنے بریلوی پیشوا ہیں۔

الزام انہیں دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

بیچارے عطاری صاحب کے تو حاشیہ خیال میں بھی نہ تھا کہ جنہیں میں اپنا بزرگ مانتا ہوں انہوں نے اپنی اپنی کتابوں میں یہ سب کچھ لکھ رکھا ہے جس کو بنیاد بنا

کر ہمیں یہ تربیت دی جاتی ہے کہ دیوبندی گستاخ رسول ہیں۔

قارئین! چند حوالہ جات ہم آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں کہ بریلویوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف گناہ کی اور مکر کے لفظ کی نسبت بھی اللہ تعالیٰ کی طرف کی ہے۔

پہلا حوالہ: مولوی سردار احمد فیصل آبادی لکھتے ہیں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب نازل ہوئی آیت "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے اگلے پچھلے تمام **"گناہ"** بخش دیے گئے" تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ آیت مجھے روئے زمین سے زیادہ محبوب ہے۔

التصدیقات لدفع التلبیسات ص 250

دوسرا حوالہ: مولوی احمد رضا خان کے والد گرامی مولوی نقی علی خان اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

تاکہ معاف کرے اللہ تعالیٰ تیرے اگلے اور پچھلے **"گناہ"**

الکلام الاوضح ص 62

تیسرا حوالہ: مولوی عبد المالک جو اکابر بریلویہ میں سے ہیں وہ لکھتے ہیں:

خدا آپ کے گزشتہ اور آئندہ **"گناہ"** بخش دے۔

شرح کبریت احمر ص 101

چوتھا حوالہ: مولوی غلام رسول رضوی حدیث کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے ان کے اگلے اور پچھلے سب **"گناہ"** معاف کر دیے ہیں۔

شرح مسلم ج 7 ص 342

پانچواں حوالہ: سید محمد امیر خان نیازی سروری لکھتے ہیں:

اے نبی! اپنے **"گناہ"** کی معافی مانگتے رہا کریں۔

سر الاسرار ص 75

چھٹا حوالہ: مولوی محمد اشرف سیالوی لکھتے ہیں:

تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے خیال میں جتنے **"گناہ"** ہیں سابقہ یا آئندہ ان تمام کی مغفرت فرمادے۔

کوثر الخیرات ص 237

ساتواں حوالہ: مولوی فضل حق خیر آبادی لکھتے ہیں:

اوبندا ایست کہ امر زیدہ است خدائے تعالیٰ مر او را از **گناہانِ** پیشین و پسین

ترجمہ از راقم، وہ ایسے بندے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اگلے اور پچھلے گناہ معاف فرمادیے ہیں۔

شفاعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ص 321

آٹھواں حوالہ: مولوی عبد المقتدر بدایونی لکھتے ہیں:

تاکہ خدا تمہارے اگلے پچھلے سب **"گناہ"** بخش دے۔

تفسیر ابن عباس برحاشیہ ترجمہ شیخ سعدی

نواں حوالہ: مولوی احمد رضا خان بریلوی اپنے والد کی کتاب کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

مغفرت مانگ اپنے **"گناہوں"** کی اور سب مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے لیے۔

فضائل دعا ص 86

اب اس کے بعد چند حوالے اس پر پیش کرتے ہیں کہ بریلویوں کے علماء نے لفظ **"مکر"** کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی ہے:

1. حدائق بخشش حصہ سوم ص 41 مولوی احمد رضا خان
2. تفسیر نعیمی؛ مفتی احمد یار خان نعیمی ج 3 ص 263

3. شرح کبریت احمر؛ مولوی عبد المالک بریلوی نے پانچ مرتبہ اللہ تعالی کے لیے مکر کا لفظ استعمال کیا ہے ص135
4. تسکین الجنان؛ مولوی عبد الرزاق بھترالوی ص179
5. فیض چشتیائی اور مہر منیر۔ فیض چشتیائی ص77، مہر منیر ص248
6. موازنہ علم و کرامت؛ پیر نصیر الدین نصیر گولڑوی ص15

مولانا قادری دامت برکاتہم کو اللہ تعالیٰ نے حسن صورت کے ساتھ ساتھ ہیبت وجلال سے بھی نوازا ہے مولانا ایک کے بعد دوسرا، تیسرا، چوتھا، پانچواں......... حوالوں پر حوالے دیے جا رہے اور عطاری صاحب صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ کی تصویر بنے دیکھ رہے تھے۔

اس قدر حواس باختہ ہو گئے تھے کہ انہیں کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا وہ کیا کہہ رہے ہیں دوران گفتگو عطاری صاحب کے اگر جھوٹ گنتی کر کے بتلائے جائیں تو قارئین حیران ہو جائیں گے کہ ایسے بے علم اور جاہل شخص کو آخر کس نے یہ تربیت دے کر بھیجا ہے کہ وہ اکابر دیوبند کو گستاخ کہے۔

مولانا قادری دامت برکاتہم کی باطل شکن تقریر سے عوام الناس کے دلوں میں جہاں اکابر دیوبند کا عشق رسالت سے والہانہ تعلق اور ان کی عظمت و عقیدت اتر رہی تھی وہیں پر عطاری صاحب کی "ندامت" بھی قابل دید تھی اور ان کے پیشواؤں کی خیانتیں اور جہالتیں بھی سمجھ آرہی تھیں۔

بات کافی طول پکڑ چکی تھی عطاری صاحب "میں نہ مانوں" والے فارمولے پر عمل پیرا تھے بالآخر مولانا قادری دامت برکاتہم نے اُن کا ایک حوالہ پیش کیا جسے سن

کر باقی تو سب لوگ استغفار پڑھنے لگے لیکن عطاری صاحب اس کو بھی اپنا دین اور ایمان قرار دے رہے تھے۔ حوالہ یہ تھا:

"ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہور نبوت سے پہلے برسوں ابو طالب کے گھر کھانا کھایا ہاں بخاری شریف میں ہے کہ حضور (اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) نے نبوت سے پہلے بھی بتوں کے نام کا ذبیحہ کھایا۔"

کنز الایمان ترجمہ قرآن مولوی احمد رضا خان حاشیہ نور العرفان از مولوی احمد یار گجراتی ص 799

اس کو سن کر عطاری صاحب فرمانے لگے کہ یہ بالکل سچ لکھا ہوا ہے۔ جب معاملہ یہاں تک پہنچا تو عطاری صاحب کے میزبان بھائی موج خان نے موصوف کو تقریباً دھکے دے کر باہر نکال دیا۔ مناظرہ کی روئیداد تو ختم ہوئی۔

اب اہل علاقہ کہتے ہیں کہ اس دن کے بعد عطاری صاحب مسجد سے باہر نہیں نکلتے۔ اب کسی کے سامنے حضرات دیوبند کے خلاف زہر نہیں اگلتے۔ جسے کہتے ہیں ناں کہ سمجھ آگئی۔ یقین مانیے عطاری صاحب کو بھی "سمجھ آگئی"۔

شرمندگی کے عالم میں ڈوب کر ندیم عطاری زبان حال سے کہہ رہے ہیں کہ

آپ کہتے ہیں تو ٹھیک ہی کہتے ہوں گے
میرے اجداد نے تہذیب نہ سیکھی ہوگی

اس لیے ہمارے خیال میں یہ قائدین واراکین دعوت اسلامی کے میٹھے اسلامی بھائیوں کے لیے لمحہ فکریہ ہونا چاہیے کہ ان کے تربیت یافتگان کو اس طرح کے علمی کاموں سے دور رہنا چاہیے اور بس جھنڈے لہرا کر عشق رسالت کا ڈھونگ رچانا چاہیے اس کے علاوہ یہ بیچارے کسی کام کے نہیں۔ ورنہ اس سے ان کے علم کا پندار کھل جائے گا اور جگ ہنسائی ہوگی یہ نہ ہو کہ لوگ انہیں دیکھ کر یہ کہنا شروع کر دیں

خدایا یہ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں
کہ درویشی بھی عیاری ہے سلطانی بھی عیاری

نوٹ:

اس ساری کارروائی کو احناف میڈیا سروس نے ریکارڈ کر کے اپنی سائیٹ

www.ahnafmedia.com

پر اپ لوڈ کر دیا ہے مزید اس کی ویڈیو سی ڈی منگوانے کے لیے رابطہ کریں

03216353540

تجھ پر ہلاکت ہو

منصور بن ہاشم روایت کرتے ہیں کہ ہم قادسیہ کے مقام میں حضرت امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک شخص اہل کوفہ سے آیا اور حضرت امام صاحب رحمہ اللہ کی شان میں گستاخی کرنے لگا امام ابن مبارک رحمہ اللہ نے فرمایا تجھ پر ہلاکت ہو تو ایسے آدمی کے بارے میں بات کرتا ہے جس نے 40 سال تک پانچوں نمازیں ایک ہی وضو سے ادا کیں اور جو دو رکعتوں میں پورا قرآن تلاوت کرتا ہے۔ علم فقہ جو میرے پاس ہے وہ میں نے امام ابو حنیفہ سے سیکھا ہے۔

کمالات ابو حنیفہ رحمہ اللہ

ماہِ رجب کی رسومات

مولانا مقصود احمد حفظہ اللہ

آج امت کا بیشتر حصہ سنت کی بجائے بدعات پر عمل پیرا ہے۔ جب کہ دین کی تکمیل ہو چکی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ تشریح بھی ہو گئی۔ اس لیے ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والا انسان صدر ہو یا ملازم، زمین دار ہو یا تاجر وغیرہ سب کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی و سیرت ہی آئیڈیل اور نمونہ ہے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے "لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ" تمھارے لیے حضور علیہ السلام کی زندگی میں ہی عمدہ نمونہ ہے۔ اگر ہمیں کسی شعبہ میں اصولی راہنمائی نہ ملے تو اس آیت کا بے سود ہونا لازم ہوتا ہے۔ اب سوچنا یہ ہے کہ امت نفس کے ہاتھوں مجبور ہو کر اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے طریقے کیوں چھوڑ گئی؟ اس کے چند اسباب ہیں۔

1......... عوام کا دین سے دور ہونا

ہم نام کے مسلمان ہیں کام کے نہیں کتنے مسلمان ایسے ہیں جن کو کلمہ طیبہ یاد تک نہیں اور کئی ایک نماز، روزہ، غسل وطہارت وغیرہ کے بنیادی مسائل سے ناآشنا ہیں۔ تو اسی جہالت نے بدعات کے راستے ہموار کر دیے۔

2......... مقتدا اماموں کی جہالت

کیونکہ عوام تو کالانعام (جانوروں کی طرح) ہوتے ہیں جو ان کی رسی پکڑ لے اسی کا نعرہ لگاتے ہوئے پیچھے چل پڑتے ہیں۔ معاشرہ میں اکثر مساجد میں ایسے ائمہ

مقرر کیے جاتے ہیں جو باقاعدہ فارغ التحصیل نہیں ہوتے اور اہل محلہ ایسے حضرات کا خرچہ برداشت نہیں کرسکتے (یہ بہانہ ہے) کا عذر کرکے ہر داڑھی اور تھوڑا بہت قرآن جاننے والے کو اپنا امام بنالیتے ہیں۔ تو بتاؤ اور سوچو کہ جو خود ہی علم سے تہی دست ہو وہ قوم کی علمی و عملی راہنمائی کیا کرے گا؟ اس لیے ایسے حضرات خود مفتی و مجتہد بن کر عزتِ نفس کی خاطر قوم کی غلط راہنمائی کرتے ہیں۔ نتیجتاً قوم اصل سنت سے بھٹک کر بدعت کی پٹری پر چل پڑتی ہے۔

3......حرصِ دنیا:

یہ ایک ایسی بیماری ہے جو تمام برائیوں کی جڑ ہے، اور جس کو بھی لگی نتیجہ تباہی نکلا یہی بیماری اہل کتاب کی علماء کو لگی تو انہوں نے حصول دنیا کیلئے اپنے آسمانی صحیفے اور کتابیں بدل دیں، بلعم بن باعورہ نے نبی برحق حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلاف بددعا کردی، قارون جیسے عالم تورات نے حبّ دنیا میں گرفتار ہوکر زکوٰۃ اور نبی برحق کا انکار کردیا، اسی حرص دنیا کی ہوا بہت سارے علماء "سوء" کو لگی تو انہوں نے بھی اپنی مفاد پر دین کی تشریح شروع کردی اور دین اسلام کی عوام وخواص، امیر وغریب کی تقسیم پر تقسیم شروع ہوگئی، نتیجہ یہی نکلا کہ اصل دین متعلقین سے مستور ہوگیا مناسب ہے کہ امام عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ تلمیذ ابی حنیفہ کا رہنما قول ذکر کردیں فرماتے ہیں: دین کا سب سے زیادہ نقصان (گندے بد عمل) پیروں مولویوں اور (دین دشمن) بادشاہوں نے کیا ہے۔

4......بدمذہب کی معاشرت:

صحبت کے بھی اثرات ہوتے ہیں مشہور مقولہ ہے خربوزہ خربوزے کو دیکھ

کر رنگ پکڑتا ہے، ع

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالع ترا طالع کند

تو برصغیر میں مسلمانوں اور غیر مسلموں کے اختلاط سے دیکھا دیکھی بہت ساری بدعات نے جنم لیا مثلاً شادی بیاہ بلکہ ہر خوشی و غمی میں ہم نے سنت سے پہلو تہی کر کے اغیار کی طرح خرافات ورسومات کا ارتکاب کیا انہوں نے ہمارا طریقہ نہیں بلکہ ہم نے ان کی غلامی اختیار کی کیونکہ برائی جلدی پھیلتی ہے۔ پاک وہند کی دو قومی نظریہ کے تحت تقسیم کے بعد بھی مسلم معاشرہ میں بدمذہب قوموں کے جرثومے باقی اور انمٹ ہو کر رہ گئے اور ہم نے اپنی ناک اونچی کرنے کی خاطر ہر داؤ پر رسومات کرنے کا عزم بالجزم کر رکھا ہے اس لئے بدعت کے بارے میں ایک اصول ہے کہ بدعت بنانا آسان نبھانا مشکل اور مٹانا محال ہے۔

5......کسی چیز کی عظمت وفضیلت:

لوگ کسی ذی عظمت وفضیلت کو دیکھ کر بھی راہ اعتدال سے ہٹ جاتے ہیں وہ صاحب عظمت انسان، زمان یا مکان ہی کیوں نہ ہو مثلاً اللہ رب العزت نے بعض مہینوں کو بعض پر فضیلت دی جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے **ومنها اربعة حرم**
(التوبہ)

ان حرمت والے مہینوں میں چوتھا مہینہ رجب کا ہے خود لفظ رجب میں تعظیم وتکریم کا معنی ہے اور حضور علیہ السلام نے بھی اس کی فضیلت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا **اللهم بارك لنا في رجب وشعبان وبلغنا رمضان**
(مشکوٰۃ ص121باب الجمعۃ ۔واخرجہ البہیقی فی شعب الایمان ،والطبرانی فی الکبیر)

اے اللہ ہمارے لئے رجب اور شعبان کے مہینوں میں برکت عطاء فرمااور ہمیں رمضان تک پہنچادیجئے۔مزید حضور علیہ السلام نے عظمت بیان کرتے ہوئے فرمایا: خمس لیال لایردفیھن الدعا لیلۃ الجمعۃ واول لیلۃ من رجب۔۔۔۔

(مصنف عبدالرزاق ج4ص417 کتاب الصیام باب النصف من شعبان واخرجہ البیہقی فی شعبہ)

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ پانچ راتیں ایسی ہیں جن میں دعارد نہیں ہوتی جمعہ کی رات،ماہ رجب کی پہلی رات۔۔ان احادیث مبارکہ سے رجب کی عظمت وفضیلت ثابت ہوتی ہے۔اوراس میں نیکی کرنے کی ترغیب لیکن نیکی کرتے وقت ایک بات ملحوظ رہے کہ اصول شرعیہ کی خلاف ورزی نہ ہو۔مثلاً

1۔کوئی خاص عبادت مقرر نہ کی جائے بلکہ نوافل،تلاوت، استغفار،درودشریف وغیرہ میں سے جو آسانی سے ہو۔

2۔نفلی عبادت تنہائی میں ہو باجماعت اور تداعی (دوسروں کو جمع کرنے کا اہتمام) نہ ہو۔

3۔نوافل سے صبح کی فرض نماز نہ چھوٹے۔

4۔اخلاص کے ساتھ کی جائے ریاکاری سے برباد نہ ہو وغیرہ۔

لیکن بعض لوگ ماہ رجب میں اسلام کے خلاف اپنی طرف سے خاص رسومات کوعبادات کانام دیکر کرتے ہیں اورنہ کرنے والوں پر ملامت اور مختلف القاب سے نوازتے ہیں توان بدعات سے پرہیز ضروری ہے جیسے

1.........زمانہ جاہلیت میں رسم ”عتیرہ“

مشرکین رجب کے مہینے میں بتوں کے نام پر جانور ذبح کرتے تھے اسلام نے اس سے منع کیا لیکن آج بعض جاہل قسم کے لوگ جانور کے پہلے بچے کو گیارہویں یابزرگ کے عرس کیلئے مخصوص کردیتے ہیں یہ غلط ہے اس سے بچناچاہیے۔

2......زکوٰۃ رجب:

یعنی بعض لوگ اس مہینے کو زکوٰۃ کا مہینہ سمجھ کر اس میں ہی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں جو کہ غلط ہے کیونکہ زکوٰۃ مال (نصاب) پر سال گزرنے کے بعد واجب ہوتی ہے وہ سال پورا چاہے رجب میں ہو یا محرم میں، جیسے نماز بلوغت کے وقت فرض ہوتی ہے آدمی سَن بلوغت کو رمضان میں پہنچے یا ربیع الاول میں۔

3.........رسم تبارک:

اس ماہ بعض لوگ سورۃ الملک کو مخصوص طریقہ پر اور مخصوص اشیاء پر پڑھ کر متبرک سمجھ کر کھاتے اور تقسیم کرتے ہیں جو کہ روح شرعی سے درست نہیں کیونکہ یہ طریقہ اسلام میں نہیں ہے۔

4.........بی بی فاطمہ کی کہانی:

بعض علاقوں میں 22 رجب کو عورتیں نہا دھو کر میدہ، شکر، گھی، میوہ جات کی پوڑ پاتی تیار کر کے اس پر ایک بی بی فاطمہ کی کہانی پڑھتی ہیں اور پھر متبرک جان کر کھاتیں اور تقسیم کرتیں ہیں جو کہ غلط اور قابل احتراز ہے۔

5.........رسم کونڈے:

یہ بھی ایک بے اصل اور بغض معاویہ رضی اللہ عنہ سے بھری بدبودار بدعت ہے جو امام جعفر صادق علیہ السلام کی پیدائش پر خوش کرنے کا نام دیکر درپردہ خال المومنین، کاتب وحی، خلیفہ راشد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات پر خوشی منانا ہے اور یہ بدعت لکھنو سے شیعہ کی ایجاد ہے جس کے محرک امیر مینا کی اور اس کے بیٹے خورشید مینائی ہیں۔

یہ رسم سب سے پہلے ریاست رامپور میں امیر مینائی لکھنوی:(شیعہ:) کے گھر سے نکلی۔اور مناظر اہل سنت علامہ عبدالشکور لکھنوی صاحب نے اپنے رسالہ "النجم" [1348ھ جمادی الاولی] میں لکھاہے کہ یہ بدعت ابھی تھوڑے دنوں سے ہمارے اطراف میں شروع ہوئی ہے ۔اور تین چار سال سے اس کارواج یوماً فیوماً بڑھتا جارہاہے۔اسی طرح ایک شیعہ عالم اپنے گھر کی گواہی دیتے ہوئے کہتاہے "لکھنو کے شیعوں میں 22رجب کے کونڈوں کارواج بیس پچیس سال پہلے شروع ہوا تھا"

(النجم لکھنو)

افسوس صد افسوس!شیعہ کی رسم بد اور صحابی کی وفات پر خوشی کی حرکت کو ہم نے عبادت بنالیا۔کچھ تو سوچیں۔

نوٹ:

حضرت جفعر صادق علیہ السلام کی پیدائش 8رمضان 80ھ اور وفات ماہ شوال 148ھ میں ہوئی جبکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات 22رجب المرجب کو ہوئی۔

(تاریخ الامم للطبری ذکر وفات معاویہ)

تو22رجب کے کونڈوں والی رسم حبِ جعفر نہیں بغضِ معاویہ ہے اس لیے تمام اہل السنۃ اس کا سختی سے رد کریں اور دشمنان صحابہ رضوان اللہ تعالی اجمعین کی چال سے باخبر رہیں۔اللہ تعالیٰ فتنوں کے اس دور میں ہمیں بدعات سے بچاکر سنتوں پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین یا رب العالمین

ملفوظاتِ اکابر

مولانا محمد علی ڈیروی حفظہ اللہ

حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ غیر مقلدین اتنا خدا سے نہیں ڈرتے جتنے ٹیپ ریکاڈر سے ڈرتے ہیں۔ اس لیے جب کوئی اہم گفتگو ہو تو ٹیپ ریکاڈر لگا لیا کرو تا کہ غیر مقلدین ٹیپ کے ڈر سے جھوٹ، بد زبانی اور کہہ مکرنی کی عادت سے بچنے کی کوشش کریں۔

حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ آج کل بعض لوگ یہ طعنہ دیتے ہیں کہ یہ تو اندھی تقلید ہے۔ افسوس ان بے چاروں کو اندھی تقلید کا معنی بھی نہیں آتا۔ اندھی تقلید اس کو کہتے ہیں کی اندھا اندھے کے پیچھے چلے تو دونوں کسی کھائی میں گر جائیں گے، یہ اندھی تقلید ہے۔ اور اگر اندھا آنکھ والے کے پیچھے چلے تو آنکھوں والا اس اندھے کو بھی اپنی کی آنکھ کی برکت سے ہر کھائی سے بچا کر لے جائے گا اور منزل مقصود تک پہنچا دے گا۔ آئمہ مجتہدین (معاذ اللہ) اندھے نہیں عارف و بصیر ہیں۔ البتہ اندھی تقلید ان کے ہاں ہے کہ خود بھی اندھے ہیں اور ان کے پیشوا بھی اجتہاد کی آنکھ نہیں رکھتے اس لیے یہ اندھے ہیں۔

حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ نے فرمایا انگریز نے جب سیاسی طور پر مسلمانوں سے حکومت چھین لی تو تمام ادیان کا ایک متحدہ محاذ بنایا کہ وہ اسلام کے بارے میں شبہات پیدا کرے۔ شاہ جہان پور میں سارے اتحادی اکھٹے ہوئے، اس وقت صرف ایک ہی شیر اسلام کی حفاظت کے لیے آگے بڑھا۔ وہ تھے قاسم الخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ۔ اسلام کے کسی اور نام لیوا فرقے کو جرأت نہ ہوئی کہ ان

اتحادیوں کے منہ آتا۔ حضرت نانوتوی رحمہ اللہ نے جو تقریر فرمائی تو تمام (باطل) نہ صرف " فبھت الذی کفر "کا مصداق تھے۔ بلکہ صُمٌ بکمٌ عمُیٌ کا پورا نقشہ نظر آرہا تھا۔
تجلیات صفدر جلد 5صفحہ305

حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ نے فرمایا ملکہ وکٹوریہ کے زیر سایہ جب یہ فرقہ غیر مقلدین پیدا ہوا تو اس نے دیکھا انگریز خنزیز خوار قوم ہے اور مسلمان خنزیر سے بہت نفرت کرتے ہیں۔ تو مسلمانوں کے خلاف انگریزوں کو خوش کرنے کے لیے ان کے مسلمہ علماء نے خنزیر کے پاک ہونے کا فتویٰ دیا۔ مثلاً وحید الزمان غیر مقلد نے لکھا ہے کہ انسان کے بال، مردار اور خنزیر پاک ہے، خنزیر کی ہڈی، پٹھے، کھر، سینگھ اور تھوتھنی پاک ہے۔
کنز الحقائق ص13

علامہ نورالحسن غیر مقلد نے لکھا ہے

خنزیر کے نجس العین ہونے کا دعویٰ ناتمام ہے۔
عرف الجادی صفحہ 10بحوالہ تجلیات صفدر ج 5 ص189

حضرت اوکاڑوی نے فرمایا: اس فرقہ کی نفسیات یہ ہے کہ اس فرقہ کے سینکڑوں آدمی قادیانی بن جاتے ہیں۔ ان کو کوئی صدمہ نہیں ہوتا، ان کے سینکڑوں آدمی منکر حدیث بن جاتے ہیں انہیں کوئی غم نہیں ہوتا۔ ان کے بیسوں آدمی رافضی بن چکے ہیں انہیں کوئی پرواہ نہیں ان میں سے سینکڑوں آدمی دہریہ بن گئے ہیں انہیں ذرادکھ نہیں۔ ان کے نزدیک عمل بالحدیث صرف فقہ کو گالیاں دینے کا نام ہے۔
تجلیات صفدر جلد5 صفحہ169

مضروبِ حق کی کہانی

ابن ساقی

مسلک اہل حدیث کے خمیر میں چونکہ کذب بیانی شامل ہے اس لیے ان سے کسی سچائی کی توقع رکھنا عبث ہے۔ اگر ان کے موجودہ دور ہی کے علماء و محققین کے کذب بیانیوں کی تاریخ مرتب کی جائے تو ایک اچھا خاصا دفتر تیار ہو جائے۔ بقدر ضرورت یا بطور تنبیہ ان حضرات کے جھوٹ آپ کے سامنے لائے جاتے ہیں۔ ابھی مارچ کے اپنے ایک شمارہ میں جس کا نام تو ان حضرات نے ضرب حق رکھا ہے مگر اس میں اس قدر ناحق جھوٹ پر مبنی باتیں ہوتیں ہیں کہ اس کا نام ضرب حق کی بجائے ضُرِبَ حق زیادہ مناسب ہے۔

اس کے اکثر مضمون نگار تو وہی ہیں جو پہلے الحدیث کا نامہ اعمال سیاہ کرتے تھے۔ اب بوجوہ وہاں سے فرار ہو کر یا شاید لوگوں نے الحدیث کا پول کھل جانے کے بعد اسے پڑھنا چھوڑ دیا ہے۔ اس لیے انہوں نے اس نوزائیدہ رسالے کے دامن میں پناہ لی ہے۔

سبطین شاہ صاحب کی زیر ادارت چلنے والا رسالہ کیسا ہو گا؟ جبکہ مدیر موصوف کی علمی شخصیت سے تو اہل علم خوب واقف ہیں اور بریلویوں کے مولوی ٹوکہ کی طرح اسے مسلک اہل حدیث کے Funy Clip سے زیادہ اہمیت نہیں دیتے۔ جناب نے اپنے رسالہ میں ایک فرضی سٹوری رقم کی جس میں خواجہ عارف جیسا کوئی غیر معروف سا فرضی کردار بنا کر اپنے مسلک کی گرتی ہوئی دیوار کو سنبھالنے کی کوشش کی گئی ہے۔ چونکہ اس وقت مسلک اہل حدیث غیر مقلدین بحمد اللہ حالت

سکرات میں ہے۔ اس لیے اضطراری طور پر مذبوحی حرکات کر رہا ہے۔ مضروب حق خواجہ عارف صاحب کا سیاہ جھوٹ ملاحظہ فرمائیں موصوف اپنے مضمون میں لکھتے ہیں کہ توحیدی صاحب میری تیمارداری کے لیے آئے میں نے مذاقاً کہا اب گھوڑا کب ذبح کرو گے ؟ انہوں نے کہا آپ کے گھر بہشتی زیور تو ہو گا ؟ میں نے کہا جی ہے، انہوں نے کہا بہشتی زیور کبھی پڑھا ہے ؟ میں نے کہا نہیں۔ ضربِ حق ص 17 مارچ 2013ء

اب جناب نے کتنا بڑا جھوٹ بولا ہے ذرا سی صفحہ نمبر 17 کو اوپر پڑھیں تو آپ کو واضح طور پر لکھا ہوا ملے گا۔ "جب میں گھر آیا میں نے بہشتی زیور کھولا اس میں لکھا تھا کہ لڑکی ولی کی اجازت کے بغیر نکاح پڑھوا سکتی ہے" کس قدر ڈھٹائی سے جناب موصوف نے جھوٹ بولا کہ ٹھیک گیارہ سطر پہلے کہا کہ بہشتی زیور پڑھا اور گیارہ سطروں کے بعد دوسرا جھوٹ توحیدی صاحب کے روبرو بول دیا کہ بہشتی زیور نہیں پڑھا۔

اپنے مسلک کی تائید میں اتنا جھوٹ نہ بولو کہ ایک دن مر کر خدا کے سامنے جواب بھی دینا ہے اور جناب نے مزید بھی بے شمار جھوٹ بولے ہیں جیسے استاد محترم مولانا الیاس گھمن کے مدرسے میں آنا اور پھر یہاں کے کسی استاد سے بات کرنا چونکہ یہ ساری کہانی فرضی بنائی گئی ہے اپنی گرتی ہوئی دیوار کو سہارا دینے کے لیے ورنہ ضرور اس استاد کا نام بھی لکھتے اور اپنی اس ہونے والی گفتگو کو اپنے موبائل وغیرہ پر ریکارڈ بھی کرتے تاکہ سند رہے۔ لیکن یہ ساری باتیں اس کے لیے ہیں جو اہل حدیث نہ ہو، اہل سنت والجماعت سے تعلق رکھتا ہو۔ کیونکہ سچ بولنے کا حکم تو صرف اہل السنۃ اہل ایمان کو ہے سبطین شاہ کی طرح کھل کر جھوٹ بولتے رہو آپ کے لیے شاید جھوٹ بولنا آپ کے مسلک میں جائز ہو۔

منکرین حیات قبر کا مغالطہ بجواب اکابر کا باغی کون

ابو احمد نور محمد قادری تونسوی مد ظلہ

برادران اسلام!

فرقہ مماتیہ اشاعتیہ پنج پیریہ عصر ہذا کے معتزلہ مسلک اہل السنہ دیوبند سے درجنوں مسائل میں کٹ کر راہ تفرد اختیار کر چکے ہیں۔ آج سے چند سال پہلے بندہ عاجز نے ایک رسالہ ”معیار صداقت“ نامی تالیف کیا تھا جس میں ان لوگوں کے تیس30 کے لگ بھگ تفردات کی فہرست دی تھی۔ مگر یہ لوگ اپنے تفردات میں ترقی پذیر ہیں اب نامعلوم ان کے تفردات کہاں جا پہنچے ہیں۔

لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ ان لوگوں نے جن مسائل و عقائد میں راہ تفرد اختیار کی ہے ان میں ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔ البتہ دھوکا فریب مغالطہ اور جھوٹ کے سہارا سے اپنے تفردات کو ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ان لوگوں کو تفردات ثابت کرنے کے لیے نہ تو کتاب اللہ سے کوئی دلیل ملتی ہے اور نہ ہی سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نہ اجماع امت سے نہ جمہور علماء کے اقوال سے چنانچہ یہ لوگ مجبور ہو کر جھوٹ اور مغالطات سے اپنے تفردات کی گاڑی چلاتے ہیں۔ آج کی اس مجلس میں ان لوگوں کے ایک مغالطے کو بیان کیا جارہا ہے اور اس کی حقیقت بھی طشت از بام کی جارہی ہے اور وہ مغالطہ یہ ہے کہ ”المہند علی المفند“ [جو کہ علماء دیوبند کے عقائد کی دستاویز ہے] میں حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کا سماع عند القبور لکھا ہوا نہیں ہے، حالانکہ یہ بھی ان لوگوں کو مغالطہ ہے۔

اصل مسئلہ بیان کرنے سے پہلے بطور تمہید کے یہ بات ذہن نشین فرمالیں کہ

المہند باقاعدہ تمام عقائد پر نہیں لکھی گئی بلکہ فاضل بریلوی نے ہمارے اکابر کی بعض تصانیف میں قطع برید کرکے اور بعض غلط نظریات ہمارے اکابر کی طرف منسوب کرکے عرب علماء کی خدمت میں پیش کرکے ہمارے اکابر کے خلاف فتوے حاصل کرنے کی کوشش کی اور وہاں سے فتوے حاصل کرکے ہندوستان میں حسام الحرمین کے نام سے شائع کیے۔

اس کا مقصد علماء حق علماء اہل سنت دیوبند کو بدنام کرنا تھا۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ نے وہاں کے علماء کو حقیقت حال سے آگہی دی تو عرب علماء نے صحیح صورت حال معلوم کرنے کے لیے چھبیس سوالات علماء دیوبند کی خدمت میں بھیجے اور ان کے جوابات طلب کیے، تو ہمارے اکابر نے مشورہ کے بعد حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمہ اللہ کو ان سوالات کے جوابات لکھنے کے لیے منتخب فرمایا چونکہ ان سوالات میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سماع صلوٰۃ وسلام عند القبر الشریف کا مسئلہ نہ تھا اس لیے جواب بھی نہیں دیا گیا۔ البتہ دوسرے مسائل کے ضمن میں سماع عند القبر الشریف کا مسئلہ بھی موجود ہے۔

لہٰذا آپ کی خدمت میں چند ایسے شواہد پیش کیے جاتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اکابر علماء دیوبند حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سماع عند القبر الشریف کے قائل ہیں اور یہ عقیدہ دوسرے جوابات کے ضمن میں گویا کہ المہند میں واضح طور پر موجود ہے۔

شاہد اول

المہند میں عقیدہ حیات الانبیاء کرام پر بحث کرتے ہوئے لکھا گیا ہے کہ ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر

مبارک میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا کی سی ہے۔ بلا مکلف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء کرام اور شہداء کے ساتھ برزخی نہیں ہے، جو حاصل ہے تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو چنانچہ علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے اپنے رسالہ "انبیاء الاذکیا بحیٰوۃ الانبیا" میں بتصریح لکھا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ علامہ تقی الدین سبکی نے فرمایا ہے کہ

انبیاءاور شہداء کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسی دنیا میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے..........الخ۔

پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات دنیوی ہے اور اس کے معنٰی برزخی کے بھی ہیں کہ عالم برزخ میں حاصل ہے۔ اور ہمارے شیخ مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہ کا اس مبحث میں ایک مستقل رسالہ بھی، نہایت دقیق اور انوکھے طرز کا بے مثل جو طبع ہو کر لوگوں میں شائع ہو چکا ہے اس کا نام آب حیات ہے۔

المہند علی المفندص36،37ناشرنوید پبلشرز لاہور

قارئین کرام!

المہند کے مولف اور مصدق دونوں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات قبر کو حیات برزخی کے ساتھ ساتھ حیات دنیوی بھی کہہ رہے ہیں، جس کا ترجمہ یوں کیا گیا ہے "آپ کی حیات دنیا کی سی ہے جس کا مطلب یہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحِ اقدس کا قبر والے جسد اطہر سے تعلق ہے اور یقین جانیے جو لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات قبر کو حیات دنیویہ کہتے ہیں اور روح کا جسد سے تعلق مانتے ہیں وہ

سب کے سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سماع عند القبر کے قائل ہیں۔

پوری دنیا میں کوئی ایک عالم ایسا نہیں ہے جو روح کا جسد سے تعلق مانتا ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سماع عند القبر الشریف کا انکار کرتا ہو" پس ثابت ہوا کہ المہند میں مسئلہ حیات کے ضمن میں مسئلہ سماع کو بیان کیا گیا ہے۔

شاہد دوم:

المہند کے مولف اور مصدقین نے عقیدہ حیات الانبیاء کے اثبات میں امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کی کتاب "انباء الاذکیا بحیوۃ الانبیا" اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کی کتاب آب حیات کا حوالہ دیا ہے۔ اور ان دونوں کتابوں میں حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کا سماع عند القبور صراحت کے ساتھ موجود ہے۔ پس ان حضرات نے مذکورہ بالا دونوں کتابوں کا حوالہ دے کر ان کے سماع عند القبور کو تسلیم کر لیا ہے۔

شاہد سوم

المہند کے مولف اور مصدقین لکھتے ہیں: امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سنت یہ ہے کہ جب تم قبر شریف پر حاضر ہو تو قبر اطہر کی طرف منہ کر کے اس طرح کہو "آپ پر سلام ہو اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ کی رحمت و برکات نازل ہوں"

اہل المہند مزید لکھتے ہیں مگر اولیٰ یہی ہے کہ زیارت کے وقت چہرہ مبارک کی طرف منہ کر کے کھڑا ہونا چاہیے اور یہی ہمارے نزدیک معتبر ہے اور اسی پر ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عمل ہے اور یہی حکم دعاء مانگنے کا ہے۔ جیسا کہ امام مالک رحمہ اللہ سے مروی ہے جب کہ ان کے کسی خلیفہ نے ان سے مسئلہ دریافت کیا تھا اور اس کی تصریح

مولانا گنگوہی رحمہ اللہ اپنے رسالہ "زبدۃ المناسک" میں کر چکے ہیں۔

المہند علی المفندص39،38ناشرنوید پبلشرز لاہور

قارئین کرام!

دیکھیے المہند والے اپنا عقیدہ بتا رہے ہیں کہ زائرین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کی طرف منہ کر کے یوں کہیں " السلام علیك ایها النّبی ورحمة الله وبرکاته" جو شخص بوقت زیارت سلام کرنے کا یہ طریقہ بتلا رہا ہے وہ یقیناً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سماع عند القبر الشریف تسلیم کر رہا ہے۔ کیونکہ جو لوگ ادوار سابقہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کی طرف منہ کر کے سلام پیش نہیں کرتے بلکہ قبلہ رو ہو کر سلام پیش کرتے ہیں وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سماع کے قائل ہیں۔ تو چہرہ مبارک کی طرف منہ کر کے سلام کہنے والے بطریق اولیٰ سماع عند القبر الشریف کے قائل ہیں۔

شاہد چہارم:

المہند کے مولف نے اس مسئلہ میں اور بعض دوسرے مسائل میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کی کتاب "زبدۃ المناسک" کے حوالہ جات اپنی تائید میں پیش فرماتے ہیں۔ چنانچہ "زبدۃ المناسک" میں لکھا ہے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعا کرے اور چاہیے شفاعت کہے اور دعا میں یوں کہنا چاہیے۔

"یارسول الله اسالك الشفاعة واتوسل بك الى الله فى ان اموت مسلماً علی ملتك وسنتك"

زبدۃ المناسک ص650ملحق تالیفات رشیدیہ

مزید حضرت گنگوہی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: جس کا سلام کہنا ہو عرض کرے"

السلام یا رسول الله من فلان بن فلان یستشفع بك الی ربك"

زبدۃ المناسک ص650ملحق تالیفات رشیدیہ

نیز مزید لکھتے ہیں:

اور فرمایا کہ جو کوئی بعد انتقال میرے کے زیارت میری قبر کی کرے تو مثل اس کے ہے کہ جس نے حال حیات میں میری زیارت کی ہو۔

زبدۃ المناسک ص648ملحق تالیفات رشیدیہ

حضرت گنگوہی رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں: پشت قبلہ کی طرف کرے کچھ بائیں طرف کو مائل ہو کر تا کہ چہرہ شریف کے خوب مواجہ ہووے اور باادب تمام اور باخشوع کھڑا ہو اور زیادہ قریب نہ ہو اور دیوار کو ہاتھ نہ لگاوے کہ محل ادب اور ہیبت ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لحد شریف میں قبلہ کی طرف چہرہ مبارک لیٹے ہوئے تصور کرے اور کہے۔

" السلام علیك یارسول الله، السلام علیك یا خیر خلق الله، السلام علیك یا خیرة الله من خلق الله............الخ۔

زبدۃ المناسک ص649ملحق تالیفات رشیدیہ

قارئین کرام!

المہند کے مولف بار بار حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کی کتاب "زبدۃ المناسک" کے حوالہ جات پیش کرتے ہیں۔ پس زبدۃ المناسک میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات اور سماع جتنی وضاحت کے ساتھ بیان کی گئی ہے اسی پر المہند کے مولف کو پورا پورا اعتماد ہے "زبدۃ المناسک" میں مسئلہ موجود ہونا گویا کہ المہند میں موجود ہونے کی دلیل ہے۔

شاہد پنجم

المہند کے مولف اپنی دوسری تالیفات میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سماع عند القبر الشریف کو صاف لفظوں میں بیان کرتے ہیں۔
بذل المجهود ج2 ص160،بذل المجهود ج2ص207۔ تذكرة الخليل ص36)

اسی طرح المہند کے جتنے مصدقین ہیں وہ سب حضرات اپنی اپنی تصانیف میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سماع عند القبر کو تسلیم کر چکے ہیں۔ اگر تمام اکابر کی کتابوں کے حوالہ جات پیش کیے جائیں تو دفتر چاہیے اور کچھ اکابر کے حوالہ جات بندہ عاجز نے اپنی کتاب ”قبر کی زندگی“ اور ”عقیدہ حیات قبر اور علماء اسلام“ میں پیش بھی کر دیے ہیں۔ پس منکرین حیات النبی (مماتیوں) کا یہ کہنا کہ المہند میں انبیاء علیہم السلام کے سماع کا مسئلہ نہیں ہے ایک نرا مغالطہ ہے اور اس پر حاشیہ آرائی کرنا کہ المہند کے مولف اور مصدق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سماع عند القبر الشریف کے قائل نہیں تھے، ایک خالص جھوٹ ہے۔ اعاذنا اللہ من ذالك

کیا مماتی لوگ المہند کے مانتے ہیں؟

فرقہ مماتیہ عوام الناس کو دھوکہ دینے کے لیے یہ کہہ تو دیتے ہیں کہ المہند میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سماع کا مسئلہ نہیں ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ المہند میں جو عقائد صراحتاً لکھے ہوئے یہ لوگ ان کو نہیں مانتے بلکہ انکار کرتے ہیں۔ مثلاً المہند میں صراحتاً یہ عقیدہ لکھا ہوا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات قبر حیات برزخیہ و دنیویہ ہے۔ اسی طرح المہند میں لکھا ہوا ہے کہ جو لوگ بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر پر حاضر ہوں وہ آپ کی قبر شریف کی طرف منہ کر کے سلام پیش کریں۔ اور یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف

کی زیارت کے لیے سفر کرنا بہت بڑی سعادت ہے اور المہند میں یہ بھی لکھا ہے کہ قبر شریف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر کو جو مٹی مس کیے ہوئے ہے وہ بیت اللہ اور عرش معلیٰ سے افضل ہے۔ المہند میں یہ بھی لکھا ہے کہ دعا میں انبیاء اور اولیاء کا وسیلہ جس طرح ان کی زندگی میں جائز ہے اسی طرح ان کی وفات کے بعد بھی جائز ہے۔ المہند میں یہ بھی لکھا ہے کہ " واما الا ستفادہ من روحانیة المشائخ الاجلة ووصول الفیوض الباطینة من صدورھم اورقبورھم فیصح علی الطریقه المعروفة فی اھلھا وخواصھا لا بما ھو شائع فی العوام " وغیرہ وغیرہ۔

اب سوال یہ ہے کہ فرقہ مماتیت کے لوگ المہند میں موجود ان مسائل کو مانتے ہیں تو پھر ان کو یہ کہنے کا حق ہے کہ المہند میں صراحتاً انبیاء کرام کے سماع کا مسئلہ نہیں ہے۔ البتہ دوسرے مسائل کے ضمن میں موجود ہے لیکن اگر یہ لوگ ان مسائل کو نہیں مانتے تو ان لوگوں کو سوال نہایت فضول اور مغالطہ ہے۔

اکابر کا باغی کون؟

حال میں ایک کتاب فرقہ مماتیہ کی طرف سے شائع ہوئی ہے جس کے مولف مناظر نے ایڑی چوٹی کا زور لگا کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ علماء اہل حق دیوبند کثر اللہ سوادہم اپنے اکابر کے باغی ہیں۔ (معاذ اللہ) یہ کتاب در حقیقت جھوٹ، فریب، دھوکا اور مغالطات کا مرقع ہے۔ لیکن ہمارا سوال یہ ہے کہ جن لوگوں کا سوائے عنایت اللہ شاہ گجراتی صاحب کے کوئی اکابر ہی نہیں ہے ان کو قطعاً زیب نہیں دیتی کہ وہ دوسرے لوگوں کو اکابر کا باغی کہتے پھریں۔ یہ بات ہم برملا کہہ دینا چاہتے ہیں کہ فرقہ مماتیہ اشاعتیہ کے کوئی اکابر ہی نہیں ہے ان کا پہلا اور آخری اکابر صرف عنایت اللہ شاہ گجراتی ہے، اس سے اوپر ان کے عقائد و مسائل کی سند جاتی ہی نہیں ہے

۔ یہ لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سماع صلوٰۃ وسلام عند القبر الشریف کے قائل نہیں ہیں اور یہ لوگ عام موتیٰ کے صرف سماع کے قائلین کو کافر اور مشرک کہتے ہیں اور یہ لوگ عذاب قبر میں دنیاوالے جسد کو شامل نہیں سمجھتے۔ اور یہ لوگ امام بخاری رحمہ اللہ کے راویوں کو لعنتی کہتے ہیں، اور یہ لوگ انبیاء اولیاء کے توسل کو شرک سمجھتے ہیں اور یہ لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر کو وصف نبوت ورسالت سے موصوف نہیں سمجھتے بلکہ اس کا انکار کرتے ہیں، وغیرہ وغیرہ۔ مسائل و عقائد میں ان کے اکابر کون ہیں؟ بتائیں یہ عقائد کن اکابر کے ہیں؟ بشر طیکہ دھوکا، مغالطہ اور جھوٹ سے مدد حاصل نہ کریں ان شاء اللہ قیامت تک یہ لوگ ایسے اکابر کا نام نہیں لے سکتے جو ان نظریات کے حامل ہوں۔ کتنی عجیب بات ہے کہ جن لوگوں کے سرے سے اکابر ہی نہیں وہ دوسروں کو اکابر کا باغی کہہ رہے ہیں۔ یہ تو ان کے مناظرین کا پیش منظر ہے پوری جماعت کا تہہ منظر اور پس منظر کیا ہو گا؟ اس کا اندازہ آپ ایک اسی کتاب سے لگا سکتے ہیں۔ اشاعت کا سلسلہ اکابریت عنایت اللہ شاہ صاحب مرحوم سے چل کر شاہ جی پر ختم ہو جاتا ہے۔

قیاس کن زگلستان من بہار مرا